صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

اعلان ولادت

مکرم سید صہیب احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۳ نومبر بروز جمعہ پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت "حارث شعیب احمد" رکھا ہے۔ نومولود مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور مکرمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ کا پوتا اور مکرم محمد اسحق صاحب ورک (مرحوم) کا نواسہ ہے۔ مکرم سید صہیب احمد صاحب رسالہ "خالد" کی کمپوزنگ کا کام کرتے ہیں۔

ادارہ خالد مکرم سید صہیب احمد صاحب اور ان کے افراد خانہ اور مکرم محمد اسحق صاحب ورک (مرحوم) کے افراد خانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے اور دین کا خادم بنائے۔ آمین

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر مہتمم تعلیم واقف زندگی فضل عمر ہسپتال ربوہ کو مورخہ ۱۴ نومبر بروز ہفتہ پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "نوید احمد" عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت کا پوتا اور مکرم ظفر احمد خان صاحب آف راولپنڈی کا نواسہ ہے۔

ادارہ خالد مکرم سلطان احمد صاحب مبشر اور ان کے افراد خانہ اور مکرم ظفر احمد خان صاحب اور ان کے افراد خانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے اور دین کا خادم بنائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم و محترم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب و صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کے صاحبزادے مکرم سیّد محمود احمد شاہ صاحب مہتمم صنعت و تجارت و استاذ جامعہ احمدیہ کی شادی ہمراہ مکرمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم سیّد محمد صادق شاہ صاحب آف پھگلہ بتاریخ ۹۲-۱۱-۴ قرار پائی۔ مکرم سیّد محمود احمد صاحب سیّدنا حضرت مصلح موعود کے نواسے اور مکرم سیّد محمود اللہ شاہ صاحب کے پوتے ہیں۔ اگلے روز دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کثیر احباب جماعت نے شرکت فرمائی۔

ادارہ خالد اس نئے جوڑے کو نیک خواہشات کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر قسم کی خیر و برکت کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

دسمبر 1992ء

فتح 1371ھش

جلد 40 شمارہ 1 قیمت 4 روپے

*

ایڈیٹر سید مبشر احمد ایاز

*

پبلشر۔ مبارک احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

ہماری ایک انتہائی اہم ذمہ داری

مہمان اداریہ

سائنس اور ٹیکنالوجی کے مسلسل ترقی پذیر ہوتے چلے جانے والے اس دور میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ کہی جانے والی بات کو سب سے زیادہ سمجھا اور تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی اثر پذیری دوسرے تمام ذرائع ابلاغ سے کہیں زیادہ ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ ایک مفید اور منفعت رساں ایجاد ہونے کے ساتھ ساتھ پورے انسانی معاشرے کو ایک ایسے المیے سے دوچار کرنے کا سبب بن رہا ہے جس کا ذکر ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے۔

یہ المیہ صرف دیگر مشرقی ممالک کا نہیں ہے بلکہ پاکستان فحاشی اور بے حیائی کے مغرب کی طرف سے آنے والے سیلاب کی لپیٹ میں آتا چلا جارہا ہے۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دینے میں سب سے زیادہ کردار وی سی آر اور وڈیو فلموں نے ادا کیا ہے۔ وڈیو کا کاروبار کرنے والوں نے صرف اور صرف کاروباری نقطہ نظر سے اپنی دکانیں سجا رکھی ہیں جو اپنے اسی کاروبار سے معاشرے پر نہایت منفی اثرات مرتب کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اور اس طرح پورے معاشرے کے ساتھ ایک قسم کی خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ہمارا مذہب تو ساری مخلوق انسانیت کے ساتھ بھلائی کا پیغام دیتا ہے یہ کون سی بھلائی ہے کہ ننھے ننھے اور معصوم ذہنوں میں فحاشی اور بے حیائی کے بیج بو دیئے جائیں۔ اور وہ بچے جو کل کے معمار ہوں گے ان کے ذہنوں کو فحاشی کے زہر سے مسموم کر کے انہیں اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں سے محروم کر دیا جائے۔ یہ نہ صرف قومی نقصان ہے بلکہ انسانیت پر ایک بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

اسی پہلو سے خدام احمدیت پر جن کی سرشت میں خدا سے وفاداری اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی و بھلائی شامل کر دی گئی ہے سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے پیارے امام کے ارشادات کی روشنی میں بیدار مغزی کے ساتھ نہ صرف ان برائیوں سے اپنے دامن کو بچا کے رکھنا ہے بلکہ سارے معاشرے کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ خاص طور پر وہ نوجوانان احمدیت جو ربوہ کے دینی ماحول کی آغوش میں پل رہے ہیں۔ انہیں ربوہ کے دینی اور مذہبی ماحول کے نیک نمونہ پر اس لعنت کا ایک ذرا سا بھی دھبہ نہیں لگنے دینا چاہیئے۔ نوجوانان احمدیت جو اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ نیکی بدی پر غالب آیا کرتی ہے وہ بہر طور ربوہ کے ماحول میں منفی عناصر کو پنپنے نہیں دیں گے۔ اور دوسرے شہروں سے آنے والے دیکھ لیں گے کہ واقعی ربوہ ایک مثالی شہر ہے۔ جس کا ظاہر بھی پاک وصاف ہے تو باطن بھی، اس کے لوگ نہ صرف ظاہری طور پر پاک وصاف ہیں بلکہ باطنی پاکیزگی سے بھی بہرہ مند ہیں۔

اللہ کرے کہ ہم اپنے پیارے امام کے ارشادات کی روشنی میں بیدار مغزی، مسلسل محنت اور توجہ سے اس پھیلتی ہوئی بیماری کا نہ صرف سدباب کر سکیں بلکہ اس کے بداثرات سے پورے معاشرے کی بھی حفاظت کر سکیں۔ خدا ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں عالمی جہاد کی تحریک

بوسنیا کے مہاجر اور لاوارث بچوں کو اپنایا جائے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تاریخی اعلان

خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۹ اکتوبر ۹۲ء کے تاریخی خطبہ میں بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں عالمی جہاد کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"..... جماعت احمدیہ پر بہت سے مسلمان علماء اور اب حکومتیں بھی ان میں شریک ہو چکی ہیں۔ مدت سے یہ الزام لگا رہے ہیں کہ ہم جہاد کے قائل نہیں ہیں حالانکہ حضرت اقدس مسیح موعود کا بالکل واضح موقف ہمیشہ یہ رہا اور جماعت احمدیہ کا ہمیشہ سے یہی موقف چلا آ رہا ہے کہ قرآن کریم نے جس جہاد کا ذکر فرمایا ہے وہ اپنی تمام تر صورتوں میں تمام شرائط کے ساتھ ہمیشہ جاری رہنے والا ایک سلسلہ ہے۔ جہاد بالسیف اس کی ایک قسم ہے اور جب بھی جہاد بالسیف کی شرائط پوری ہوں جہاد بالسیف بھی اسی طرح فرض ہو گا جیسے دوسرا جہاد ہے لیکن شرائط کے ساتھ اور قرآن کریم کی بیان کردہ حدود کے اندر، انکو پھلانگ کر نہیں۔ اس ضمن میں بوسنیا کے متعلق مجھے یہ کامل یقین ہے کہ اگر اس دور میں ہم نے (دینی) جہاد کا کوئی موقع دیکھا ہے جہاں (دینی) جہاد کا تصور واقعتاً منطبق ہوتا ہو تو وہ بوسنیا کی صورتحال ہے۔ جو اپنے گھروں سے نکالے گئے محض اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے یعنی دین کی خاطر خدا کی خاطر محض یہ وجہ دشمنی کی تھی ورنہ اور کوئی دنیاوی دشمنی نہیں تھی۔ بوسنیا میں جو مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور بے انتہا مظالم ہو رہے ہیں۔ ان میں صرف اسلام وجہ ہے۔ چنانچہ مغربی قومیں بھی اور ان کے تمام نشریاتی ادارے بھی بار بار مسلمان کا ذکر کرتے ہیں اور قومی ذکر نہیں کرتے چنانچہ بعض دفعہ بعض ناقدین نے ان کو متوجہ بھی کیا انہوں نے کہا تم کیوں بار بار مسلمان کہتے ہو یہ کیوں نہیں کہتے کہ بوسنیا کے خلاف سرب نے حملہ کیا ہوا ہے۔ تو جو لوگ جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہاں سربین اور بوسنیین کی لڑائی نہیں بلکہ بوسنیین کے اسلام کی وجہ سے بوسنیا سے نفرت کی جا رہی ہے۔ اور جس رنگ کے مظالم وہاں توڑے جا رہے ہیں وہ بلاشبہ ہٹلر کے دور کو بھی شرماتے ہیں۔ بعض ایسے جرائم کا ارتکاب ہو رہا ہے، دنیا کی ظلم کی تاریخ میں ایسے ابواب کا اضافہ ہو رہا

ہے جو اس سے پہلے نہیں دیکھے گئے تھے یا سنے گئے تھے۔

.... تعجب کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ پر الزام لگانے والے بے محل اور بے موقع جہاد کی باتیں کرتے ہوئے تھکتے نہیں مگر آج جب جہاد کا موقع ہے تو تمام اسلامی حکومتیں اس بارے میں خاموش ہیں۔ اور کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اٹھ کر کھڑی ہو اور سر عام دنیا کو للکار کر یہ کہے کہ یہ موقع ایسا ہے جہاں اسلام نے جہاد کی اجازت دی ہے اس لئے ہم اس حق کو استعمال کرینگے تمام کے تمام ایسی بڑی طاقتوں سے مغلوب ہیں اور ان کے محکوم ہیں ان کے ساتھ غلامانہ تعلق رکھتے ہیں کہ جو ان کو خدا سے بھی زیادہ طاقتور دکھائی دیتی ہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تقاضے ایک طرف ہوں اور ان حکومتوں کی رضا کے تقاضے دوسری طرف ہوں وہاں خدا کی بالادستی کو ایک طرف چھوڑ کر جس کے قائل ہیں اور بالاخر ہر ایک کو قائل ہونا پڑے گا انکی بالادستی کے تابع ہو جاتے ہیں جو انہیں قریب دکھائی دیتے ہیں۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اگر پاکستان کی حکومت ایسے جہاد کا اعلان کرتی ہے جس میں پاکستانی بھی شریک ہوں تو میں تمام احمدیوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ بڑھ کر اس میں حصہ لیں اور بتائیں کہ ہم (دینی) جہاد میں کسی سے پیچھے رہنے والے نہیں بلکہ صف اول میں آگے بڑھ کر لڑیں گے یہ پہلے بھی ہو چکا ہے جب بھی (دین حق) کے تقاضے کسی جہاد کا اعلان کرتے ہیں یا جہاد کی تحریک (دین حق کے) تقاضوں کے مطابق ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہی بلکہ ہمیشہ آگے بڑھ کر قربانیاں پیش کی ہیں۔

بس اسی موقع پر جماعت احمدیہ کے لئے اعلان ہے اور باقی دنیا کی جماعتوں کے لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو مہاجر آئے ہیں ان کے ساتھ محبت کا سلوک کریں ان سے تعلقات قائم کریں ان کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کریں اور ان کے ذریعے اگر ان کے بچے مل سکتے ہوں تو ان کے بچوں کو پالا جائے مغرب میں بعض قوانین کی دقتیں ہیں۔ ان سے متعلق ہم نے غور کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں ان دقتوں کے باوجود احمدیوں کے لئے ممکن ہے کہ وہ (مظلوم) بچوں کو اپنائیں اور ان کے لئے باپ سے زیادہ محبت کا سلوک کرنے کی کوشش کریں کیونکہ وہ للہ مظلوم ہیں اور اپنے بچوں سے محبت کرتے وقت تو آپکے طبعی تقاضے ہیں اس میں بھی نیکی ہوتی ہے اگر خدا کی خاطر محبت کی جائے مگر ایسے بچے جو محض خدا کی خاطر یتیم بنائے گئے ہوں یہ وقت ہے کہ ان سے غیر معمولی محبت اور پیار کا سلوک کیا جائے اور احمدی گھروں میں زیادہ سے زیادہ ان کو اپنایا جائے۔ پس جن ممالک میں قانونی روک کوئی نہیں ہے وہاں تو احمدیوں کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ بچوں کو اپنالیں۔ جہاں قانونی روکیں ہیں وہاں ایک صورت ہو سکتی ہے کہ عارضی طور پر اماناتاً وہ بچے لیئے جائیں مستقل بچہ دینا ADOPT کرنا جس کو کہتے ہیں یہ نہ تو (دین حق) میں ویسے ADOPTION جائز ہے۔ یعنی ان معنوں میں ADOPTION کہ گویا وہ جائیداد میں بھی شریک ہو جائے گا اور جو قوانین انسانی تعلقات کے ہیں وہ اس بچہ پر بھی اطلاق پائیں گے اور اس کے منہ بولے ماں باپ بھی اطلاق پائیں گے یہ ADOPTION جس کی راہ میں بہت دقتیں ہیں اور احمدیوں کو ایسی ADOPTION میں دلچسپی بھی کوئی نہیں کیونکہ یہ خلاف (دین حق) ہے ہم امین بن کر بچوں کو اپنے پاس

رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے نتیجہ میں نہ ہمیں ملکی حقوق حاصل ہونگے کسی قسم کے نہ ان بچوں کو کوئی ایسے حقوق حاصل ہونگے۔ جو قرآن کریم کے جاری کردہ نظام وراثت پر اثر انداز ہوں۔ پس اس پہلو سے ان حکومتوں کی طرف سے بھی ایک رستہ کھلا موجود ہے اور وہ اماناً وہ بچے سپرد کر دیتے ہیں بعض دفعہ تھوڑی دیر کے لئے بعض دفعہ لمبے عرصہ کے لئے چنانچہ دس سال، پندرہ سال بھی اگر ان بچوں کی خدمت کی توفیق مل جائے تو بہت بڑی خدا تعالیٰ کی طرف سے سعادت ہوگی تو یورپ کے ممالک میں ہر احمدی کو چاہیئے کہ یہ کوشش کرے اور ان مظلوموں سے تعلقات قائم کرے اور ان کی انسانی سطح پر ہر ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے اور جو ضرورتیں ان کی طاقت سے بڑھ کر ہوں ان سے متعلق جماعت کو متوجہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ جماعت اس معاملے میں اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر طرح مدد کرنے کی کوشش کرے گی تو میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جیسا کہ ہمیشہ ہر نیک تحریک پر ضرور لبیک کہتی ہے اس تحریک پر بھی انشاء اللہ ضرور لبیک کہے گی۔ خدا کرے کہ مسلمان حکومتیں کو بھی لبیک کہنے کی توفیق ملے ورنہ یہ نہ ہو کہ آئندہ زمانہ ان پر طعن کرے۔۔۔“

یہ حدیث جماعتِ احمدیہ کو حرزِ جان بنا کر رکھنی چاہیئے

ارشاد حضرت امامِ جماعت احمدیہ۔ الرابع

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱. رَجُلٌ أَعْطَى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ

۲. رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ

۳. رَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ

(بخاری کتاب الاجارہ باب اثم من منع اجر الاجیر)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

قیامت کے دن میں تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا۔

- جس نے مجھ سے عہد بیعت باندھا اور پھر اسے توڑ دیا۔
- جس نے کسی آزاد کو (غلام بنا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھا گیا۔
- جس نے کسی مزدور سے پوری مزدوری لی مگر اس کا حق پوری طرح ادا نہ کیا۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۱۳-۱۱-۹۲)

THE DEAD SEA SCROLLS DECEPTION

MICHAEL BAIGENT
AND RICHARD LEIGH

مذہبی دُنیا کے ایک سکینڈل کا انکشاف

صحائفِ قمران پر ایک نظر

(مقالہ نگار:۔ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ لاہور)

یروشلم سے بیس میل مشرق میں ایک عظیم انکشاف ہوا۔ بحر مردار کے قرب وجوار میں وادی قمران واقع ہے۔ اس کی غاروں سے ۱۹۴۷ء اور ۱۹۵۶ء میں بیش بہا عبرانی اور آرامی نوشتے دستیاب ہوئے۔ کم و بیش ۸۰۰ صحائف کے قطعات منکشف ہوئے۔ ان کی تحقیق کے لئے ایک انٹرنیشنل ٹیم منتخب ہوئی۔ چار عشرے گذر رہے ہیں ان کا صرف ایک چوتھائی حصہ منظر عام پر آیا باقی چھ سو صحیفے دنیا کی نظروں سے قصداً مخفی رکھے گئے۔ علماء جویانِ علم نے برملا کہا کہ چونکہ ان کی اشاعت پر عیسائیت اور یہودیت پر زد پڑتی ہے اس لئے ان کو چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ انٹرنیشنل ٹیم پر کیتھولک چھائے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اس تاخیر کے ذمہ دار ہیں۔ امریکہ کے کیتھولک بھی دباؤ ڈالتے رہے کہ جتنی دیر ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ علم کے پیاسے علماء کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ صحائف قمران سے پہلے بالائی مصر میں ناگ حمادی گاؤں سے قبطی عیسائیت کا عظیم الشان خزینہ نکلا۔ وہ گیارہ سال میں انگریزی میں ترجمہ ہو کر شائع ہو گیا۔ اس کے برعکس صحائف قمران عرصہ دراز سے چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ مذہبی دنیا کا بے مثال سکینڈل ہے۔ انہیں جویانِ علم و تحقیق کے سامنے لاؤ تاکہ ابتدائی عیسائیت کا پس منظر کا پتہ لگے اور اس تناظر میں عیسائیت اور یہودیت کو نئی روشنی میں دیکھا اور پرکھا جا سکے۔

۱۹۹۱ء میں ایک ضخیم کتاب شائع ہوئی جس کا موضوع ہے کہ یہ اخفاء اس صدی کا ایک سکینڈل ہے۔ (جس کے ٹائیٹل کی فوٹو کاپی دیکھی جا سکتی ہے۔) اس پر رسالہ ٹائم کا تبصرہ بھی قابل دید ہے۔

اب خبر آئی ہے کہ علمی دنیا کے بے پناہ دباؤ کے باعث ۶۰۰ صحیفوں کے قطعات کی فوٹو کاپی علماء کے حوالے کی جا رہی ہے۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ اس کا پتہ تو بعد میں لگے گا۔ فی الحال شائع شدہ صحائف پر ایک نظر ڈالنا مقصود ہے۔

پاکستان میں صحائف قمران پر تحقیق جماعت احمدیہ کے افراد نے شروع کی۔ اس پر بعض کتابیں لکھی گئیں۔ جامعہ احمدیہ میں ایک عظیم الشان مقالہ پیش کیا گیا۔ یہ تحقیق کس طرح شروع ہوئی۔ کچھ تفصیل پیش قارئین ہے۔

آج سے ۳۸ سال پہلے کی بات ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ بحر میّت کے قرب و جوار میں جو غاریں ہیں ان میں عبرانی نوشتے دستیاب ہوئے ہیں۔ ۲۷ عبرانی نظمیں بھی ملی ہیں۔ اس لٹریچر میں ایک TEACHER

'A SENSATIONAL STORY...THIS SCANDAL HAS GONE ON FAR TOO LONG' *The Times*

The Dead Sea Scrolls were found in caves 20 miles east of Jerusalem in 1947 and 1956. Now Michael Baigent and Richard Leigh, co-authors of THE HOLY BLOOD & THE HOLY GRAIL, have succeeded in uncovering what has been described as 'the academic scandal par excellence of the twentieth century': the story of how and why up to 75 per cent of the eight hundred ancient Hebrew and Aramaic manuscripts, hidden for some nineteen centuries, have, until very recently, remained concealed from the world.

Through interviews, historical analysis and a close study of both published and unpublished scroll material, the authors are able to reveal the true cause of the bitter struggle between scholars, for these documents disclose nothing less than a new account of the origins of Christianity and an alternative and highly significant version of much of the New Testament.

'IF IT SUCCEEDS IN ADVANCING THE PUBLICATION OF MATERIAL FROM QUMRAN, IT WILL HAVE ACHIEVED GENUINE GOOD'
Times Literary Supplement

'THE DAMNING EVIDENCE IS ALL HERE AND IT LOOKS PRETTY CONCLUSIVE' *In Dublin*

'IT IS ENOUGH TO MAKE ANYONE CURIOUS ABOUT THE EARLY DAYS OF CHRISTIANITY WEEP WITH FRUSTRATION'
Mail on Sunday

UK £4.99
†*NZ $14.95
*AUS $12.95

*Recommended Price Only

†GST inc.

ISBN 0-552-13878-9

TEACHER OFRIGHTEOSNESS یعنی صادق استاد اس کے مصائب اور ہجرت کا ذکر ہے۔ کتاب میں ان نظموں کا کچھ نمونہ بھی دیا گیا۔ ان کو پڑھ کر میرا دل پکار اٹھا کہ صادق استاد سے مراد ہو نہ ہو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام معلوم ہوتے ہیں۔ یہ لٹریچر چونکہ بحر میّت کے کنارے وادی قمران کے غاروں سے ملا اس لئے ان کو DEAD SEA SCROLLS کے علاوہ صحائف قمران کا نام دیا گیا۔ اس موضوع پر میں نے کچھ لٹریچر جمع کر لیا۔ بعض اہم کتابیں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے یورپ سے بھجوادیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے پتہ لگا کہ کیمرج کے ایک سکالر کا بھی یہی نظریہ ہے کہ صادق استاد سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ مذکورہ سکالر کا نام DR J L TEICMER ہے۔ انہوں نے اپنے مقالات میں ثابت کیا کہ صادق استاد مسیح ناصری ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب جن دنوں کیمرج میں مقیم تھے راقم نے جراءت کی۔ حضرت چوہدری صاحب کو لکھ دیا کہ کیمرج میں سکالر مذکور مقیم ہیں۔ ان سے رابطہ ضروری ہے۔ حضرت چوہدری صاحب کی مصروفیات کے پیش نظر میں نہیں سمجھتا تھا کہ اس عاجز کی پذیرائی یہاں تک ہوگی کہ آپ فوری اقدام کریں گے۔ حضرت چوہدری صاحب نے وقت لیا۔ وقت مقررہ پر ان سے ملنے گئے۔ ڈاکٹر جے۔ ایل۔ ٹیشمر نے کم و بیش ایک گھنٹہ تک اپنے نظریہ کے حق میں لیکچر دیا اور بتایا کہ غاروں سے ملنے والا لٹریچر جس میں صادق استاد کا ذکر ہے قرون اولیٰ کے موحد ابیونی عیسائیوں کا ہے۔ غریب دل کہلانے والے یہ لوگ عیسائیوں کا ایک قابل ذکر فرقہ تھا۔ ان کے آقا حضرت مسیح تھے جن کو صادق استاد کہا گیا۔ نظمیں بھی غریب دل عیسائیوں کی ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب نے مجھے ساری روئداد لکھ بھیجی۔

راقم نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھی ہیں۔

(۱) اصحاب کہف کے صحیفے

اور

(۲) صحائف قمران

دونوں ۱۹۶۰ء کے اول اور آخر میں اشاعت پذیر ہوئیں۔ ان کتابوں میں صحائف قمران کے حوالوں سے ثابت کیا گیا کہ صادق استاد سے مراد حضرت مسیح ناصری ہیں۔ ان کے حالات درج ہیں۔ بعض نظموں میں وہ خود بول رہے ہیں۔ شریر کاہن کی سازش نے انہیں موت کے منہ میں ڈال دیا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں بچالیا۔ نظموں میں بھی بتکرار ذکر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا فرستادہ ہوں۔ مجھے ذلت کن موت سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے معجزۃً بچالیا اور میرا رفع کیا۔ میں خدا کی لونڈی کا بیٹا ہوں۔

قارئین حیران ہونگے کہ طویل عرصے میں آٹھ سو صحیفوں میں سے صرف دو سو منظر عام پر آئے۔ چھ سو نوشتوں کے قطعات کو دنیا کی نظروں سے قصداً مخفی رکھا گیا۔ یہ نوشتے اب اسرائیل کی تحویل میں ہیں۔ جویان علم و تحقیق نے ہر چند کہا احتجاج کیا کہ انہیں شائع کرو لیکن انٹرنیشنل ٹیم کے ممبران راضی نہ ہوئے۔ ان پر امریکہ کے کیتھولکس کا بھی دباؤ تھا۔

کیتھولک علماء نے پوری کوشش کی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ صحائف قمران دو سو سال قبل مسیح کے ہیں۔ ان کا حضرت مسیح ناصری ان کی تعلیمات اور سیرت سے کوئی تعلق نہیں۔ پراٹسٹنٹ علماء بھی یہ راگنی گاتے رہے۔ تاآنکہ کے دو عظیم عالموں نے ایک مشترکہ کتاب شائع کی (۱۹۹۱ء میں)۔

کتاب کی دوسری اشاعت کے آخر میں ایک قابل قدر اضافہ ہے اس کتاب کا نام ہے۔

The Dead Sea Scrolls Deception

دوسرا عنوان ہے۔

The Sensational Story Behind The Relegions Scandal of The Century.

مراد یہ ہے کہ بیسویں صدی کا سکینڈل یہ ہے کہ صحائف قمران کے بارہ میں دھوکہ دہی اور فریب کاری سے کام لیا گیا۔ ۳۸۰ صفحات کی اس کتاب میں ثابت کیا گیا۔

O صحائف کا بڑا حصہ (یعنی ۶۰۰ صحائف کے قطعات کو) بدنیتی سے دنیا سے چھپایا ہوا ہے۔ علماء کی ان تک رسائی نہیں ہے۔ یہ اس صدی کا ایک سکینڈل ہے۔

O شائع شدہ صحائف زیادہ تر بعد مسیح کے ہیں گو قبل مسیح کے بعض نوشتے بھی موجود ہیں۔

O صادق استاد کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض سکالر کہتے ہیں کہ مسیح کی ہو بہو کاپی ہے۔

Teacher of Righteousness was in many ways the exact photo type of Jesus

یہ نظریہ DUPONT SOMENER نے پیش کیا (ص ۸)

O بعض سکالر کہتے ہیں کہ یہ نظریہ کہ مسیح سے قبل کا کوئی فرستادہ تھا۔ یہ بات درست نہیں۔ شاید صادق استاد سے مراد حضرت مسیح کے بھائی اور شاگرد یعقوب الصادق ہیں۔

O ایک امکان یہ ہے کہ خود حضرت مسیح صادق استاد ہیں۔ صحائف میں ان کی خدائی کا ذکر نہیں یہ بعد کے لوگوں کا خود ساختہ عقیدہ ہے۔

"Teacher of Righteousness" Was Jesus himself, and that Jesus was not therefore perceired devine by his contemporasies"

اگر صادق استاد خود مسیح ہیں تو ان کی خدائی کا کوئی ذکر نہیں۔

O وادیٔ قمران ابتدائی عیسائیوں کی مخفی پناہ گاہ کا کام دیتی تھی یا اہل قمران خود عیسائی تھے (ص ۲۲۳)۔ اہل قمران نے اپنے مرکز کا نام دمشق رکھا ہوا تھا (ص ۲۲۱)۔

O وادیٔ قمران بیت لحم سے بڑھ کر عیسائیت کا گھوارہ ہے۔ یہ الفاظ ایڈمنٹو ولسن کے ہیں۔ (ص ۷۹)

اس کتاب پر رسالہ ٹائم نے جو تبصرہ کیا وہ کتاب کے ٹائٹل پر درج ہے اس کے بعض الفاظ یہ ہیں۔

For these documents disclose a new account of the origin of Christianity and an alternative and highly significant version of much of new testament.

صحائف قمران کے مخفی حصہ کی اشاعت پر عیسائیت کی ابتدا کے متعلق ایک نیا پس منظر اجاگر ہوگا اور انجیل کا معنی خیز اور اہم ترجمہ و مفہوم سامنے آجائے گا۔

اس کتاب نے علمی حلقوں میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ ارباب اختیار مجبور ہو گئے کہ صحائف کو علماء کے سپرد کر دیا جائے۔ "انڈی پنڈنٹ" لندن (۲۲ اپریل ۱۹۹۱ء) میں مضمون شائع ہوا ہے اور متذکرہ بالا کتاب کے اضافہ میں بھی یہ ذکر ہے کہ صحائف پارینہ کی فوٹو کاپیاں سکالرز میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ مدت مدید کے اخفاء کے بعد اظہار میں کیا ثابت ہوگا۔ اس کے لئے انتظار کیجئے۔

اس کتاب میں ایک دلچسپ بات یہ لکھی ہے کہ صادق استاد اور حضرت مسیح میں اتنی گہری مماثلت اور مشابہت ہے کہ نتیجۃً دو ہی صورتیں ہیں اگر یہ صحیفے قبل مسیح کے ہیں تو مسیح نے صادق استاد کی ہوبہو نقل کی ہے۔ ان کی انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر حضرت مسیح کے زمانہ یا ان کے بعد کے ہیں تو صادق استاد سے مراد حضرت مسیح کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ (ص ۱۹۹)

اس کے علاوہ بعض اہم انکشافات درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح کے پہاڑی وعظ اور صحائف قمران کے مخفی حصہ میں ایک گہرا تعلق ثابت ہوا ہے۔ حضرت مسیح نے روح کے غریب کی اصطلاح استعمال کی اس کے حوالے بھی ملتے ہیں۔

۲۔ دوسری صدی کے برنباس کے خط میں صحائف قمران کا ایک حوالہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برنباس اہل قمران کی جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کے لٹریچر سے واقف تھا بہر حال جماعت قمران سے اس کا تعلق ثابت ہے۔ ظاہر ہے کہ اہل

قمران اور ابتدائی عیسائیت میں ایک LINK تھا۔

۳۔ دوسری صدی کے عیسائی فاضل جسٹن شہید JUSTIN MARTY نے صحائف قمران کا ایک حوالہ دیا ہے۔ (تلخیص ص ۱۱۰-۱۱۱)

اس کتاب میں ایک دلچسپ انکشاف ہے جو مخالف سکالرز پر طویل عرصہ سے مخفی تھا۔ ان کے کچھ الفاظ افشا ہو گئے وہ ہو بہو انجیل لوقا کی ایک آیت ہے۔ (ص ۱۱۱)

انجیل لوقا میں لکھا ہے کہ فرشتہ مریم کے پاس آیا اس نے بشارت دی کہ تیرے ہاں بیٹا ہوگا۔ مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی فرشتہ نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اس سبب سے وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ (لوقا ۳۵-۳۴/۱)

یعنی بن باپ پیدائش کی وجہ سے وہ خدا کا بیٹا ہوگا جیسے انجیل لوقا میں ہے آدم خدا کا بیٹا ہے۔ (۳۸/۴) یہ آیت صحیفہ قمران میں بڑی حد تک موجود ہے۔ غار چہارم سے ایک قطعہ ملا ہے اس میں اہل قمران کے مسیح کے متعلق ہے کہ اس کے ماننے والے اسے خدا کا بیٹا کہہ کر خوش آمدید کہیں گے۔ اور اسے خدا تعالیٰ کے بیٹے کے نام سے پکاریں گے۔ (ص ۱۱۱)

ببلیکل آرکیالوجیکل ریویو نے اسے عظیم انکشاف قرار دیا اور صحائف قمران کے عظیم عالم جان الیگرو JOHN ALLEGRO نے کہا کہ اس حوالے میں بائیبل کے محاورے میں خدا کا بیٹا کہا گیا۔ چرچ کے FANTASTIC دعویٰ کی رو سے خدا کا بیٹا نہیں کہا گیا یعنی یسوع خود خدا ہے۔ (کتاب مذکور ص ۹۸)۔ ظاہر ہے کہ صحائف قمران میں انجیل کے آثار ملتے ہیں۔ رسالہ ٹائم نے خوب کہا ہے کہ جب صحیفوں کے قطعات یہاں پر شائع ہو گئے تو انجیل کی آیات کا مفہوم واضح ہو جائیگا اور عیسائیت کی اصلیت نکھر کر سامنے آجائیگی۔

کتاب میں ہے کہ کاربن کے ٹیسٹ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مواد ابتدائے عیسائیت کا ہے۔ (ص ۱۳۴)

پھر قمران کی عمارات کے آثار میں سے ۶۸ عیسوی کا رومن سکہ ملا ہے جو روسی فوج کی دسویں ڈویژن سے تعلق رکھتا ہے یہ بھی ظاہر کر رہا ہے کہ قرن اوّل کے ۶۸ سال بعد روسی خطرہ کے پیش نظر قمران کی لائبریری کو غاروں میں چھپایا گیا۔ لکھا ہے

a pre-christian dade of the Scrolls are fundamentally unsound.

اس کتاب میں CICIL ROTH کی کتاب کا حوالہ دیا گیا جو ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی کہ یہ قبل مسیح کا وقوعہ نہیں بلکہ ۶۶ اور ۷۴ عیسوی میں لائبیری کو غاروں کے حوالے کیا گیا۔ (ص ۱۱۵)

اس سے انکار نہیں کہ مسیح سے قبل کے صحیفے بھی اس لائبریری میں موجود تھے۔ صادق استاد کے ذکر والے نوشتے بعد مسیح کے ہیں۔

جان الیگرو انٹرنیشنل ٹیم کا ایک عرصہ تک ممبر رہا۔ اس نے مرتے دم تک احتجاج کیا کہ اتنے بڑے مواد کو جویان علم و تحقیق کی نظروں سے مخفی رکھا گیا اسے شائع کرو۔ (ص ۱۰۷)

یہ عجیب توارد ہے کہ میں نے اپنی کتاب "صحائف قمران" میں صحیفہ دستور العمل Community Rule کے حوالے دیئے ہیں کہ ان میں انجیل کے حوالوں اور مسیح ناصری کے لئے اشارات ہیں۔ حصہ نظم میں بھی "اس خدا کی لونڈی کا بیٹا ہوں" لکھا ہے۔ میرے بعد یروشلم یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے عبرانی زبان میں کتاب لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صادق استاد مسیح ناصری ہیں اور یہ صحیفہ انہی کی تصنیف ہے۔

Jesus and the world of judaism
London 1983 by Vermes Geza

الغرض صحائف قمران کے سکینڈل کے جال سے اگر کوئی باہر رہا تو وہ جماعت احمدیہ کے ادنیٰ خادم ہیں۔ ہمارے لٹریچر میں جو کچھ لکھا گیا اب اس کے ایک حصہ کی تصدیق و تائید ہو رہی ہے۔

یادِ عارف

یہاں سے جاتے ہی سب کچھ بھلا دیا تو نے　　ہمیں تو حشر کا منظر دکھا دیا تو نے
ازل سے تھی یہ شہادت ترے مقدر میں　　مقامِ قربِ الٰہی کو پالیا تو نے
تمہاری دید کو آنکھیں مری ترستی ہیں　　ہلالِ نو کی طرح مُنہ چھپالیا تو نے
مدام اشک بہائیں گے یاد میں تیری　　عجیب سوزِ دُروں، درد ہے دیا تو نے
بچائی دولتِ ایمان اپنی جاں دے کر　　خدا کے واسطے سب دکھ اٹھالیا تو نے
وہ چار جون چھتّر کا دن نہ بھولے گا　　خدا کی راہ میں جب سر کٹا دیا تو نے
کبھی تو لائے گا رنگت لہو شہادت کا　　جو ٹیکسلا کی زمیں میں لنڈھا دیا تو نے
رضائے یار ازل کے لئے فدا ہو کر　　ہے اپنے مقصدِ عالی کو پالیا تو نے
خدا کی بات "قضیٰ نحبہ" پہ کرکے عمل　　خدا کے فضل و کرم سے دکھا دیا تو نے
تمام زخم ہرے ہوگئے ہیں پھر عارف!　　خدنگ دل میں ہمارے لگا دیا تو نے
ضرور بدلے گی یارب خزاں بہاروں میں　　کبھی جو فضل کا پانی بہا دیا تو نے
ہمیں بھی شاد میسر مسرتیں ہوں گی　　کہ جب بھی صبر و تحمل دکھا دیا تو نے

(مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب)

تیسری دنیا کے ممالک میں سے ملک پاکستان کی آبادی کی خصوصیات

رقبہ .... ۷۹۶۰۹۵ مربع کلومیٹر

آبادی .... ۱۱۱۰۰۰۰۰۰ اندازاً

خام شرح پیدائش .... ۴۳ء۳ فی ہزار آبادی

خام شرح اموات .... ۱۰ء۳ فی ہزار آبادی

اضافہ آبادی کی شرح سالانہ .... ۳ء۱٪

آبادی میں سالانہ اضافہ .... ۳۰۰۰۰۰۰ افراد

گنجانی .... ۱۳۴ افرد فی مربع کلومیٹر

دیہی آبادی .... ۷۱ء۷۰٪

شہری آبادی .... ۲۸ء۳۰٪

جنسی تناسب عورت .... ۱۰۰ عورت ' مرد ۱۱۱

نمبر بلحاظ آبادی ۹

آبادی میں دوگنا ہونے کی مدت .... ۲۳ سال

شیر خوار بچوں کی اموات .... ۱۰۴ فی ہزار پیدائش

متوقع عمر .... ۵۹ء۳ سال (مرد) اور ۶۰ء۷ سال (عورت)

۱۵ سال سے کم عمر بچوں کی تعداد .... ۴۵٪

شرح بار آوری .... ۶ء۹ فی عورت

بے روزگار افراد کی تعداد ۱۰۳۰۰۰۰

ایک ڈاکٹر .... ۱۱۸۸ افراد کے لئے

ایک نرس .... ۴ء۲ بستروں کے لئے

ہسپتال کا ایک بستر .... ۱۴۸۰ افراد کے لئے

گھروں میں پانی کی سہولت .... ۱۳٪ آبادی کے لئے

نکاس آب کی سہولت .... ۳۵ آبادی کے لئے

ایک کمرے میں رہائش پذیر آبادی کی شرح .... ۵۰٪

ایک کمرے میں رہائش پذیری .... ۱۶ افراد

شرح خواندگی .... ۲۶٪

۲۰۰۰ء میں متوقع آبادی ۱۵۰۰۰۰۰۰۰

نعیم احمد عزیز

خریداران سے درخواست ہے کہ اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع فوری طور پر دیا کریں۔ تاکہ آپ کا پرچہ ضائع نہ ہو۔

(مینیجر)

اُمّ الخبائث شراب

ایک زہر جسے تریاق سمجھ لیا گیا

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۔۔۔ (البقرہ : ۲۲۰)

ترجمہ :۔ وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے (کہ) ان (کاموں) میں بڑا گناہ (اور نقصان) ہے اور لوگوں کے لئے ان میں (کئی ایک) منفعتیں (بھی) ہیں اور ان کا گناہ (اور نقصان) ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔

• اے ایمان دارو! شراب اور جوّاء اور بُت اور قرعہ اندازی کے تیر محض ناپاک (اور) شیطانی کام ہیں اس لئے تم ان (میں) سے (ہر اک سے) بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (المائدۃ : ۹۱)

ابتداء میں تو شراب پینے والا شاید اس کے بدترین اور ہولناک نقصانات کا اندازہ نہیں کر سکتا ہوگا لیکن

کہ عشق آساں نمود اول و لے افتاد مشکلہا

آہستہ آہستہ شراب اپنے شیطانی اثرات کے ساتھ ساتھ جہاں وہ اس کی روح کو گھائل کر رہی ہوتی ہے وہاں اس کا جسم بھی ختم کرتی رہتی ہے اور پھر یہ شراب زندگی کے ایک گھونٹ کی طرح ہو جاتی ہے جسے شرابی خود اپنے ہاتھوں سے بہت جلد ختم کر لیتا ہے۔

شراب آجکل کے زمانے میں ہر جگہ اور خصوصاً مغرب میں بطور خاص زندگی کا ایک اہم جزو سمجھی جاتی ہے اور اسے "آب حیات" سمجھ کر استعمال کیا جاتا ہے انسان کی روحانی اور جسمانی، معاشرتی اور معاشی ضرورتوں کو

پورا کرنے اور انہیں بلند سے بلند تر کرنے میں دینِ حق کو منفرد ترین مقام اور ایک نمایاں اور روشن ترین امتیاز حاصل ہے کیوں نہ ہو جبکہ یہ دین فطرت کے عین مطابق ہے اور قرآن اس خدا کا کلام ہے جو حی و قیوم اور علیم و خبیر خدا ہے۔

قرآن کا ہی کمال تھا کہ اس نے اس قوم میں شراب کی حرمت کا اعلان کیا جو شراب کو پانی کی طرح پیتی تھی اور شراب کا استعمال وہاں باعث فخر سمجھا جاتا تھا۔ اسلام سے پہلے اور اس کے بعد بھی قوموں کی قومیں اور کیا فلاسفر اور کیا حکیم اور کیا طبیب سب شراب کی خوبیوں اور اسکے فوائد پر زور دیتے رہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدا سے خبر پا کر اعلان کیا کہ شراب نوشی ایک شیطانی عمل ہے یہ انسان کی روح اور جسم کو اور اعلیٰ اخلاق اور ذہنی استعدادوں کو اس طرح ختم کرتی ہے جسطرح دیمک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

قرآن کا امتیاز اور اس کے الہامی ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ ایسے وقت اسکے وسیع تر اور زہریلے نقصانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی حرمت کا اعلان کیا کہ جب اس کی خوبیوں کے چرچے عام تھے۔ ہر چند کہ مسلمانوں نے اس کی حرمت کو تو قائم رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کرام نے تو شراب کو یکسر چھوڑ کر اطاعت کا وہ نمونہ دکھایا کہ آج بھی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ لیکن بعد میں بھی صدیوں تک شراب کی خوبیوں اور اسکی نفع رسانیوں کا تذکرہ اور اسکی تصدیق و توثیق کا ہی چرچا رہا اگر طب قدیم صحت و تندرستی کے لئے شراب کے استعمال کو مفید قرار دیتی تھی تو طب جدید نے بھی بعض خطرناک امراض کا علاج شراب کو ہی ٹھہرایا اور اسے ہی آب حیات سمجھا جانے لگا۔

مگر باوجود ان تحقیقات اور طبی شہادتوں کے قرآن کا یہ فیصلہ روشن حروف میں چمک رہا تھا کہ شراب کی مضرتیں اس کے فوائد سے زیادہ ہیں اور آخر کار قرآن کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے انسان کو ایسی ایجادات کی توفیق ملی جن کے ذریعے انسان نہایت باریک اعصاب اور ریشوں پر مختلف ادویات اور اغذیہ تغیرات موسم اور احساسات کا جو اثر ہو سکتا ہے اسے معلوم کرنے کے قابل ہو گیا ان ایجادوں نے جہاں عظیم الشان تغیرات پیدا کئے وہاں شراب کے متعلق بھی قدیم علمی تحقیقات کی غلطی کو ثابت کر دیا اور اکثر علماء طب کو اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ اس کے ضرر اس کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ اغذیہ کا ایک ماہر یہ کہنے لگا کہ

"اس میں کچھ شبہ بھی باقی نہیں رہا کہ شراب درحقیقت ایک نہایت سخت زہر ہے جو باریک ریشوں کو تباہ کر دیتا ہے اور اعصاب کو سخت نقصان پہنچاتا ہے درحقیقت اس کا حق نہیں کہ اسے مقوی ادویہ میں شامل کیا جائے کیونکہ یہ ایک ایسی دوائی ہے جو ایک عارضی تحریک کر دیتی ہے۔ مگر اس کے بعد ایک طویل عرصہ تک ضعف رہتا ہے قریباً تمام سمجھدار ڈاکٹروں کی رائے اب وہی ہو گئی ہے کہ صحت میں اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں"

اور اسکے بعد پھر ایک سے ایک بڑھ کر جو تحقیق

ہوئی اس نے بالاخر یہی فیصلہ دیا کہ جو حکم اسلام نے دیا تھا وہی درست اور صحیح ہے۔

زیر نظر مضمون دراصل اس مضمون کا ترجمہ و تلخیص ہے جو ایک کثیر الاشاعت اور وقیع انگریزی جریدہ نیشنل جغرافیک فروری 92ء میں شائع ہوا تھا اور اخبار جہاں میں اسکی تلخیص شائع ہوئی۔ ہم اسے دونوں کے شکریہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ اسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام نے جو اعلان عرب کے صحراؤں اور ان پڑھ اور گنوار قوم میں کیا تھا اسکو نہ مان کر ان لوگوں نے کتنا نقصان اٹھایا اور آج مجبور ہیں اس اقرار پر کہ اسلام کا فیصلہ ہی درست فیصلہ تھا۔ اور اب مغرب میں اور دیگر ممالک میں شراب نوشی کو روکنے کے لئے آئین پر آئین اور قاعدے پر قاعدے بن رہے ہیں لیکن ایسی پابندیاں قانون اور قاعدے سے نافذ نہیں ہوتیں یہ ایمان سے حاصل ہوتی ہیں۔

ایسا ایمان کہ جو آج سے چودہ سو سال قبل ایمان لانے والوں کو حاصل ہوا۔ شراب کی رسیا قوم عرب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جب اعلان ہوتا ہے اے مسلمانو! آج سے شراب حرام ہے تو شراب کی محفل جمی ہوتی ہے ان کے کانوں میں جب یہ آواز پڑتی ہے تو کسی نے کہا کہ جاؤ پتہ کرو کہ کیا اعلان ہو رہا ہے تو نور ایمان سے بھرے ہوئے مطیع و فرمانبردار صحابہؓ نے کہا کہ ابھی تو ہمارے کانوں میں یہ آواز پڑی ہے کہ شراب حرام ہے لہذا سارے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے اور روایات میں آتا ہے کہ مکہ کی گلیوں میں ان دنوں شراب پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔

پس آج اگر یورپ، امریکہ اور دوسرے ممالک نے ایڈز کے طاعونی عذاب سے بچنا ہے یا طوفان نوح کی طرح ہلاک کر دینے والے شراب کے سیلاب سے بچنا ہے تو صرف اور صرف ایک ہی راہ ہے کہ دین حق کی صداقتوں کا اقرار کرتے ہوئے اس زمانہ کے مسیح موعود اور امام الزماں کی اطاعت کو قبول کرتے ہوئے اس کی پناہ میں آجائے وگرنہ ہلاکت یقینی ہے۔ امام الزماں خود دعوت ایمان دیتے ہوئے فرماتے ہیں

خیرگی سے بدگمانی اس قدر اچھی نہیں
ان دنوں میں جبکہ ہے شورِ قیامت آشکار
ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رُستگار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

ایک جاپانی کہاوت ہے۔ پہلے آدمی شراب کو پیتا ہے۔ پھر شراب خود کو پیتی ہے اور آخر میں شراب آدمی کو پی لیتی ہے۔

اہل مغرب کا قول ہے کہ شراب زبان کو کھولتی ہے اور دوستی کے رشتے کو مستحکم کرتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ

اس میں شیطانی قوتیں بھی کار فرما ہوتی ہیں......... یہ زندگیاں برباد کرتی ہے، خاندان اجاڑتی ہے اور روزانہ ہزاروں افراد دنیا کی مختلف شاہراہوں پر اس کے ہاتھوں موت کا جام پیتے ہیں۔ نشے کی دنیا کی اس منفرد سوغات کے بارے میں ہر سال تازہ انکشافات ہوتے ہیں، اس کے باوجود الکحل ایک ایسا معمہ ہے جسے ہر تہذیب اپنے طور پر حل کرنے میں کوشاں ہے۔

شراب انسان کی عمر کو بہت گھٹا دیتی ہے

"اللہ اللہ کیا ہی عمدہ قرآنی تعلیم ہے کہ انسان کی عمر کو خبیث اور مضر اشیاء کے ضرر سے بچالیا۔ یہ منشّی چیزیں شراب وغیرہ انسان کی عمر کو بہت گھٹا دیتی ہیں۔ اس کی قوت کو برباد کر دیتی ہیں اور بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہیں یہ قرآنی تعلیم کا احسان ہے کہ کروڑوں مخلوق ان گناہ کے امراض سے بچ گئی جو ان نشہ کی چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۱۲ نیا ایڈیشن)

الکحل دراصل عربی زبان کا لفظ ہے جو کحل سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی سرمہ کے ہیں جو آنکھوں میں لگایا جاتا ہے۔ دراصل الکحل اس خارجی جوہر کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی اصل اہمیت میں اضافہ کرتا ہے اس کا کیمیائی نام ایتھانول ETHANOL ہے۔ ایتھانول اور کاربن ڈائی آکسائڈ اجزاء ہیں جو خمیر اپنے وجود سے اس وقت خارج کرتی ہے جب شکر کو جوش دیا جاتا ہے۔ شکر، پھل میں، اناج میں، عرق میں، پھولوں کے رس میں، تمام پودوں میں ہوتی ہے اور خمیر بھی ہر جگہ اپنا وجود رکھتی ہے۔ قدیم بابل اور مصر کے باشندوں نے سب سے پہلے یہ دریافت کیا تھا کہ اگر وہ انگور کو کچل کر دھوپ میں سڑنے دیں یا گیلے اناج کو دھوپ میں پڑا رہنے دیں تو کچھ عرصے کے بعد ان کی ہئیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس میں سے جھاگ ابلنے لگتا ہے اور اگر اس کثیف عرق کو نوش کیا جائے تو دماغ ہواؤں میں اڑنے لگتا ہے۔ اب تک کی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ الکحل کی تقطیر سب سے پہلے قرون وسطیٰ میں اٹلی کے شہر سلیرنو کے ایک طبّی اسکول میں کی گئی تھی۔ اس دور میں شراب کو ایک اہم دوا کا درجہ حاصل تھا۔ اس دوا کو زیادہ زود اثر بنانے کے لئے اسے ابالا گیا اور اس کے بخارات کو ٹھنڈا کر کے ایک مختصر جامع اور زیادہ طاقتور دوا بنائی گئی۔ ایک ہسپانوی دانشور نے برانڈی کی اس بگڑی ہوئی شکل کو AQUA VITAE یا آب حیات کا نام دیا۔ روس میں کشید کی گئی الکحل کو واڈکا کا نام دیا گیا۔ ہالینڈ اور فرانس والے اسے جینور کہتے ہیں اور اہل انگلستان نے اسے مختصر کر کے جن کر دیا۔ آپ کو ہر قسم کے الکحل ملیں گے۔ ایک الکحل میتھانول METHANOL ہے جو پہلے لکڑی سے بنائی جاتی تھی لیکن اب زیادہ تر میتھین سے بنائی جاتی ہے۔ میتھانول کو پہلے فورمل

ڈی ہائیڈ میں تبدیل کیا جاتا ہے جو ایک قسم کی جراثیم کش دوا ہے اور پھر اس سے پلاسٹک بنائی جاتی ہے۔ فورمیکا بھی اس کی ایک بدلی ہوئی شکل ہے اگر کوئی شخص میتھانول پی لے تو اس کے فوراً بعد اس کی آنکھوں کا عصبہ پھول جائے گا اور اس کے نتیجے میں اس کی بصارت بھی زائل ہو سکتی ہے۔ الکحل کی ایک قسم ایتھیلین گلائیکول ہے جو منجمد اشیاء کو پگھلانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور آئیسو پروپانول ISOPROPANOL وہ الکحل ہے جس سے ربر کی تیاری میں مدد لی جاتی ہے۔

ایتھانول وہ الکحل ہے جو گلاب اور جیرینیم کے پھولوں کے عرق میں پائی جاتی ہے، پھلوں، بیریوں میں اور سمندری گھاسوں میں بھی یہ الکحل موجود ہوتی ہے۔ سنگتروں اور ٹماٹر کے جوس میں بھی ایتھانول کا پتہ چلا ہے۔ مغرب وسطیٰ بالخصوص برازیل میں پیٹرول کے ساتھ الکحل ملا کر ایندھن GASOHOL کا نام دیا گیا ہے۔ الکحل انتہائی کم درجہ حرارت یعنی منفی ۱۷۹ فارن ہائٹ پر جمتی ہے اس کی اس خصوصیت کے پیش نظر اسے بعض مخصوص تھرمامیٹروں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور ایک دور میں الکحل قطب نما میں بھی استعمال ہو رہی تھی جب بھٹکے ہوئے ملاح اس کی مدد سے راستہ تلاش کیا کرتے تھے۔

ایتھانول دوسری چیز میں حل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے اسے رنگ و روغن اور وارنش وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پرفیوم اور خوشبویات میں بھی الکحل شامل ہوتی ہے۔ الکحل چنبیلی کے پھولوں سے اس کا جوہر اور باقلے سے ونیلا کی مہک کھینچ لیتی ہے۔ جب آپ اپنی کان کی لو کے پیچھے پرفیوم ملتے ہیں تو یہ دراصل الکحل ہی ہوتی ہے جس کی خوشبو آپ کے نتھنوں سے ٹکرا کر آپ کو مسحور کر دیتی ہے۔

تاریخی اعتبار سے جب بھی موقع ملا، جب بھی بہانہ دستیاب ہوا لوگوں نے الکحل پی۔ کبھی غذا کے طور پر، کبھی سادے پانی کی جگہ، کبھی زندگی کی تلخیوں سے فرار حاصل کرنے کے لئے، کبھی پر مسرت لمحات کو طول دینے کے لئے............ سالگرہ، شادی بیاہ، تہواروں اور تقریبات کے مواقع پر الکحل انڈیلی گئی۔ الکحل نہ صرف یہ کہ اکثریت کے لئے قابل قبول تھی بلکہ لائق توقیر و تعظیم سمجھی جاتی تھی۔

فلسفیوں کا کہنا کہ اعتدال میں ہر کام بہتر ہوتا ہے اور الکحل کے بارے میں بھی ان کا یہی خیال ہے اگرچہ بہت زیادہ شراب نوشی سے دل کے عضلات برباد ہو سکتے ہیں لیکن حیرت انگیز طور پر اب ایک نئی تحقیق سامنے آئی ہے اور طبی ماہرین نے دعویٰ کیا ہے کہ الکحل کی تھوڑی مقدار کے استعمال سے معمولی اقسام کے امراض قلب سے بچایا جا سکتا ہے۔ بظاہر الکحل میں کوئی چیز ایسی شامل ہوتی ہے جس سے ایچ ڈی ایل یعنی خون میں "اچھے" کولیسٹرول کی سطح بلند ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے اتھیرو اسکیلروسیس ATHEROSCLEROSIS یعنی خون کی شریانوں میں چربی کی تہہ جمنا بند ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ماہرین کو بہت پہلے الکحل کی اس خوبی کا علم تھا لیکن اسے لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ لوگ ابتدا میں اس خوبی سے فائدہ اٹھانے کے لئے الکحل پینا شروع کر دیں گے لیکن بعد میں مختصر حد کے اندر رہنا ان کے لئے نا

ممکن ہوگا اور جب وہ بلا نوش بن جائیں گے تو الکحل کی یہ تھوڑی سی خوبی ان کے لئے وبال جان بن جائے گی۔

۱۸۳۰ء تک امریکہ کے گلی کوچوں میں بادہ نوشی کی وبا پھیل چکی تھی۔ آج امریکہ میں عام آدمی ایک دن میں جتنی شراب پیتا ہے اس زمانے میں فی کس تین گنا زیادہ شراب پی جارہی تھی۔ پہلے پہل ایک حد کے اندر شراب پینے پر کسی کو اعتراض نہیں تھا لیکن رفتہ رفتہ حدیں پامال کی گئیں اور بظاہر زندگی شراب میں ڈبودی گئی۔ لوگوں کو اجرت بھی شراب کی صورت میں ادا کی جانے لگی۔ یہ صورت حال زیادہ عرصے تک قبول نہ کی جاسکی اور الکحل کے خلاف پروٹسٹنٹوں نے زبردست تحریک چلائی۔ ۱۹۱۹ء میں امریکی آئین میں ۱۸ویں ترمیم کے ذریعہ مے نوشی پر پابندی عائد کی گئی اور تقریباً ۲ لاکھ میخانے تباہ کردیئے گئے لیکن بعد میں چور دروازوں سے شراب کی فروخت دوبارہ شروع ہوگئی۔ ہالی ووڈ کے اداکاروں نے شراب نوشی کو مردانگی کی علامت کے طور پر پیش کیا اور اسے اونچی سوسائٹی کا طرّہ امتیاز قرار دیا گیا جس کے بعد آئین کی مذکورہ ترمیم ۱۹۳۳ء میں منسوخ کردی گئی اور الکحل کا چلن پھر عام ہوگیا۔ اس دور کا یہ دلچسپ واقعہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ امریکہ کے جب پہلے چھ ادیبوں کو ادب کا نوبل انعام دیا گیا ان میں سے پانچ یعنی سنکلیئر لیومیس، ولیم فالکز، ارنسٹ ہیمنگ وے، جون اسٹین بیک اور یوجین او نیل بالا نوش تھے۔

ایتھانول (الکحل) ایک سادا سالمہ ہے اور پانی سے اس کی مماثلت کی وجہ یہ انسانی جسم میں ان تمام مقامات تک جاسکتا ہے جہاں تک پانی کی رسائی ہوسکتی ہے۔ خون میں چونکہ پانی کا ایک بڑا حصہ شامل ہوتا ہے لہٰذا ہمارا خون ہی الکحل کو جسم کے مختلف حصوں تک پہنچاتا ہے۔ خون ہی الکحل کو جسم کے مختلف حصوں تک پہنچاتا ہے۔ خون میں الکحل کی جس قدر مقدار شامل ہو اسے فیصد کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً ۰۱ء فیصد بی اے سی (بلڈ الکحل کنسنٹریشن)۔ چونکہ مردوں اور عورتوں میں غذا کے جزو بدن بننے کی رفتار اور عورت کے جسم میں چربی کی مقدار مردوں سے کم ہوتی ہے اس لئے ایک عورت مرد کی نسبت، خواہ دونوں کا وزن یکساں کیوں نہ ہو، الکحل کے اثرات بہت تیزی کے ساتھ محسوس کرسکتی ہے۔ چربی کی خصوصیت ہوتی ہے کہ یہ پانی کو آسانی سے جذب نہیں کرنے دیتی اس طرح الکحل خون میں جمع ہوتی رہتی ہے۔

الکحل چھوٹی آنتوں کے ذریعہ خون میں شامل ہوتی ہے جبکہ اس کی بہت تھوڑی مقدار معدے میں جذب ہوتی ہے اور بہت معمولی مقدار سانس، پسینے اور پیشاب میں خارج ہوتی ہے۔ اگر کوئی شراب کے ساتھ ساتھ کچھ کھاتا بھی رہے تو الکحل نسبتاً سست روی سے خون میں شامل ہوگی اور اس کے اثرات بھی تاخیر سے ظاہر ہوں گے۔ لیکن اگر پیٹ خالی ہو یا شراب کاربونیٹیڈ ہو یعنی شیمپئن ہو یا وہسکی سوڈے کے ساتھ پی جائے تو یہ بہت سرعت کے ساتھ تمام اعضائے رئیسہ تک پہنچ جائے گی۔

ایک وقت تھا جب الکحل کو بے ہوشی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا لیکن یہ عمل بہت خطرناک سمجھا جاتا تھا۔ الکحل کے ذریعہ بے ہوش کیا جانے والا شخص مرگ اور نیم مرگ کے درمیان معلق رہتا تھا۔ حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ خون

میں اگر الکحل کی مقدار ۰۰۴ء سے ۰۰۶ء فیصد موجود ہو تو پینے والے کی سانس بند ہو سکتی ہے۔ الکحل کے زہریلے اثرات کی وجہ سے جو لوگ مرجاتے ہیں انہیں بظاہر اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

ابتدا میں شراب کے چند گھونٹ حلق سے اتارے جائیں تو غنودگی کا احساس جاگے گا لیکن اس سے نیند میں تعطل کی شکایات عام ہو جاتی ہیں۔ طویل عرصے تک اور بہت زیادہ شراب نوشی سے دل اور دماغ تباہ ہو جاتے ہیں، معدے اور لبلبے میں سوزش ہو جاتی ہے، اضطراب بڑھ جاتا ہے اور جسم غذا کی شدید کمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ کثرت شراب نوشی سے جسم کا خود مدافعتی نظام بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔ جو لوگ بلا نوش ہوتے ہیں ان میں گلے کے کینسر کے زیادہ واقعات سامنے آئے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ لوگ بہت زیادہ سگریٹ پینے والے ہوتے ہیں۔ اکثر و بیشتر افسردگی اور یاس و ناامیدی کی کیفیت بہت زیادہ شراب پینے کا نتیجہ ہوتی ہے، سبب نہیں۔

وہ خواتین جو ماں بننے کے قریب ہوتی ہیں، جب شراب پیتی ہیں تو چند منٹوں کے اندر ہی ان کے بطن میں موجود جنین کے پیٹ میں وہی شراب پہنچ جاتی ہے۔ آج مغربی دنیا میں الکحل کو ذہنی معذوری کا ایک اہم اور بنیادی سبب قرار دیا جا رہا ہے۔ شکم مادر میں موجود جنین کے نازک جسم میں جب الکحل کا زہر سرایت کرنے لگتا ہے تو اس سے وہ انتہائی نازک دماغ بھی تباہ ہوتا ہے جو ابھی نشوونما کے مراحل سے گزر رہا ہوتا ہے۔ فیٹل الکحل سینڈروم FETAL ALCOHOL SYNDROME ایک قیامت ہے جو ان معصوم جانوں پر ٹوٹتی ہے جن کی مائیں دوران حمل شراب نوشی کرتی ہیں۔ ان ماؤں کے بچے لاغر جسم اور کسی نہ کسی جسمانی معذوری کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں۔ ایف اے ایس کا مرض سب سے پہلے ۱۹۷۰ء میں منظر عام پر آیا تھا اور آج بھی ہر سال ایسے ہزاروں بچے جنم لے رہے ہیں جن کے جسم یا ذہن کو ماں کی بہت زیادہ یا کم شراب نوشی سے معمولی یا شدید نوعیت کا نقصان پہنچا ہے۔ جو بچے معمولی طور پر متاثر ہوتے ہیں انہیں فیٹل الکحل افیکٹ (FAE) کا شکار کہتے ہیں۔ ان بچوں کی تعداد ایف اے ایس بچوں سے کہیں زیادہ ہے۔ ماں کے الکحل پینے سے جو بچے معمولی طور پر متاثر ہوتے ہیں وہ کسی چیز پر پوری توجہ دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ ان میں سوچنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

دل بڑا ہونا تو ایک محاورہ ہے جس کے معنی سخی ہونا یا دوسرے الفاظ میں فراخ دل ہونا بھی کہتے ہیں لیکن جو لوگ کثرت سے شراب پیتے ہیں ان کے دل عام افراد کے دل سے بڑے تقریباً دگنا ہو جاتے ہیں۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کا دل ایک سال میں ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ بار خون کو پورے جسم میں پھیلاتا ہے۔ شراب کی کثرت سے شرابی کا دل بڑھنے لگتا ہے۔ یہ پلپلا اور ڈھیلا ڈھالا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے پٹھوں کو خون پمپ کرنے کے لئے معمول سے زیادہ زور لگانا پڑتا ہے پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب دل اپنا یہ کام اچھی طرح انجام نہیں دے پاتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خون پھیپھڑوں میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے اور شراب پینے والا اوریدی استسقاء یا OEDEMA کا مریض بن جاتا ہے۔ وہ مرض ہے جس سے رگوں

میں پانی بھر جاتا ہے۔ پھیپھڑے پھول کر دگنا وزنی ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں نچوڑا جائے تو اس میں سے کوکا کولا جیسے بلبلے ابلتے دکھائی دیں گے۔ ایسے بد نصیبوں کے دل کے ایک تہائی پٹھے بے کار داغدار نسیجوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو حد سے زیادہ شراب پینے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ عادی شرابیوں کے جسم میں اتنا وافر خون موجود نہیں ہوتا کہ ضرورت سے زیادہ اس بڑے دل کو مناسب آکسیجن کے ساتھ فراہم کیا جاسکے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے دل ان کی زندگی ہی میں سینکڑوں بار بڑی بے قاعدگی سے دھڑکتے ہیں اور پھر ایک دن دل دھڑکنا بند ہو جاتا ہے اور مریض دوسری دنیا سدھار جاتا ہے۔

دنیا میں اس وقت جتنے بھی نشے کرنے کے سامان موجود ہیں ان میں الکحل کی تخریبی صلاحیت سر فہرست ہے۔ الکحل کے کثرت استعمال سے خاندان اجڑ رہے ہیں، دوستانہ تعلقات خطرے میں پڑ رہے ہیں، صحت تباہ ہو رہی ہے، جیل اسپتال اور مردہ خانے بھر رہے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں صرف امریکی معاشرے کو الکحل کے کارن ایک کھرب ۳۶ ارب ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑا جب کہ ۶۵ ہزار انسانوں کی جانیں الکحل کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ ان میں سے ۲۲ ہزار افراد وہ ہیں جو امریکہ کی شاہراہوں پر عالم بے خودی میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے دم توڑ گئے۔ فرانسیسی باشندوں کو مے خواری کے لحاظ سے دنیا بھر میں سب پر فوقیت حاصل ہے۔ ۱۹۵۵ء میں وہ جتنی شراب پی رہے تھے اس کا ایک تہائی حصہ اب وہ نہیں پیتے اس لحاظ سے الکحل کے سبب مرنے والوں کی تعداد میں ۶۰ فیصد کمی ہو گئی ہے۔ گزشتہ ۳۰ سالوں میں ہنگری کے رہنے والے تقریباً دگنی شراب پینے لگے ہیں اور اسی وجہ سے سیروسیس CIRRHOSIS یا جگر کی خرابی کے باعث اموات کی شرح میں ۵ گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

لوگ شراب نوشی میں حد سے کیوں گزر جاتے ہیں؟ یہ سوال اتنا ہی پیچیدہ ہے جتنا شراب پینے والے کی شخصیت یا وہ ثقافتی ماحول جس میں وہ رہتا ہے۔ عادات، رسوم ورواج، رویے اور شراب کی تقابلی قیمتیں یہ تمام چیزیں بلا نوشی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بعض صورتوں میں شراب نوشی موروثی بھی ہوتی ہے اور سائنس دان اس کا تعلق بعض مخصوص جینیات سے جوڑنے میں بھی کوشاں ہیں۔

جنوبی کوریا اور جاپان میں شراب نوشی کے لئے سماجی دباؤ اتنا شدید ہے کہ تقریباً تمام مرد اور جاپان کی نصف خواتین بھی شراب پیتی ہیں۔ گذشتہ ۳۰ سالوں کے دوران جنوبی کوریا میں حد سے زیادہ شراب نوشی ایک وبائی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس ملک میں فی کس جتنی اسپرٹ کی کھپت ہوتی ہے اتنی دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ہوتی۔ جاپان کی سڑکوں پر چلتے ہوئے سڑک کے کنارے رکھی وینڈنگ مشینوں کا لیور دبا کر آپ تیار اسکاچ اور سوڈا ایک کین میں حاصل کر سکتے ہیں۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے میں جاپانی جس قدر شراب پی رہے تھے اب وہ تقریباً اس کا دگنا پی رہے ہیں۔ غالباً دنیا کے کسی اور ملک میں شراب نوشی اتنی مہنگی یا تجارتی تعلقات کے ساتھ اتنی جڑی ہوئی نہیں ہے جتنی کہ جاپان میں ہے۔ دفتر میں کام کے بعد جام لنڈھانا صرف کمپنی کی طرف سے مراعات میں شامل ہے بلکہ اب یہ ایک لازمہ بن چکا ہے۔ اگر آپ کا جاپانی باس

آپ کو باہر شراب پینے کی پیش کش کرے اور آپ اس سے انکار کر دیں تو یقین مانیے کہ آپ نے اس فرم میں اپنی ملازمت کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

اٹلی میں الکحل کا استعمال یورپ کے دیگر علاقوں کی طرح بتدریج گھٹ رہا ہے لیکن اس کے باوجود اسے کم نہیں کہا جا سکتا اور دیگر ملکوں کی نسبت یہ اب بھی زیادہ ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ شراب پیدا کرنے والا ملک ہے اس لئے بیشتر اطالوی شراب کے رسیا ہیں۔ اطالیہ میں شرم کی بات یہ نہیں ہے کہ آپ بہت زیادہ پیتے ہیں بلکہ وہ اس بات پر شرماتے ہیں کہ شراب پینے کا سلسلہ زیادہ عرصے تک شد و مد سے جاری نہیں رکھ سکتے۔ اٹلی میں شاید ہی کوئی شرابی آپ کو آپے سے باہر نظر آئے لیکن اس کے باوجود ہر سال وہ ۲۰ ہزار اطالوی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جن کے جگر شراب کی کثرت سے چھلنی ہو چکے ہوتے ہیں۔ ہنگامہ خیز ڈسکو رقص کے مرکز سے جب کوئی شور مچاتی کار فراٹے بھرتی ہوئی نکلتی ہے تو چند لمحوں کے بعد اکثر یہ کار المونیم فوائل کی طرح پچکی ہوئی مل جاتی ہے۔ پولیس یہ ضرورت بھی محسوس نہیں کرتی کہ حادثے میں مرنے والے کے خون میں الکحل کی مقدار جانچ لی جائے اس لئے کہ اسے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ مرنے والا خطرناک حد تک نشے میں تھا۔

شراب وہ سحر ہے جو ہمہ وقت روسیوں کے دماغ پر چھائی رہتی ہے۔ شہزادہ معظم ولادی میر نے بہت پہلے ہی اعلان کر دیا تھا "شراب نوشی روسیوں کے نزدیک تمام تر مسرت و انبساط کا سرچشمہ ہے۔ ہم اس کے بغیر کچھ نہیں، نہ کچھ کر سکتے ہیں، ان کا یہ فرمان روسی اس وقت بھی نہیں بھولے جب ۱۹۰۵ء میں منچوریا کے شہر موکدین پر جاپانیوں نے اچانک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں شراب کے نشے میں دھت روسی فوجیوں کو اپنی سنگینوں میں پرو لیا تھا۔ واڈکا پینے کے لئے روسی سو بہانے تلاش کر لیتے ہیں۔ کسی کی پیدائش پر، کسی کی شادی پر، گھر دھونے کی خوشی میں، تمغہ ملنے کے صلے میں، صحت یابی کی خوشی میں، ماں کے نام، چاند کے نام کوئی بھی وجہ ہو جام ضرور چھلکے گا۔ ایک روسی کے بقول "ہماری قومی روایت یہ ہے کہ شراب پی جائے خواہ کوئی وجہ ہو یا...... کوئی وجہ نہ ہو" ۔ ۱۹۸۵ء میں میخائل گورباچوف نے اپنے ملک میں شراب کے سیلاب پر بند باندھنے کی کوشش کی۔ شراب کشید کرنے کے کارخانے اور مے خانے بزور بند کر دیئے گئے۔ اس سے پہلے الکحل کے زہر سے ہر سال ۴۰ ہزار سے زائد سوویت باشندے ہلاک ہو رہے تھے۔ اس پابندی کے نتیجے میں مرنے والوں کی تعداد گھٹ تو ضرور گئی لیکن اب جو لوگ مر رہے تھے جب ان کے پیٹ چاک کئے گئے تو اس میں سے جوتے کی پالش اور کرم کش ادویات سمیت ہر وہ چیز برآمد ہونے لگی جو ان کے الکحل کی ضرورت کسی حد تک پوری کر سکتی تھی۔ پھر پابندیاں نرم کر دی گئیں اس کے باوجود چند گنے چنے مقامات پر شراب پی جا سکتی ہے۔ ریستورانوں میں بھیڑ اتنی ہوتی ہے کہ اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ فلیٹس میں ایسے رشتہ داروں کی اکثریت ہوتی ہے جو شراب پسند نہیں کرتے۔ مجبوراً روسیوں کو چھپ کر تنگ گلیوں میں یا پارکوں میں بوتلیں لے جانی پڑتی ہیں۔ روس میں ایک بوتل واڈکا کی خریداری

کے لئے طویل قطاروں میں چار چار گھنٹے ضائع کرنے پڑتے ہیں اس کے باوجود بہت سے لوگ اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کوفت سے بچنے کے لئے لوگوں نے متبادل راہیں ڈھونڈ نکالی ہیں۔ ایک روسی نے شکایت کی۔

"ان دنوں اچھا یوڈی کولون ملنا دشوار ہوگیا ہے"۔ "کیوں؟ کیا تم اسے بھی پی جاتے ہو؟" "جب پینے کو اور کچھ نہ ملے تو..... ہم تو وہ محلول بھی حلق سے نیچے اتار لیتے ہیں جو پسینہ خشک کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ "کھڑکی کے شیشے صاف کرنے والا محلول"۔

شراب انسانی شرافت کی دشمن

"شراب تو انتہائی شرم حیا، عفت اور عصمت کی جانی دشمن ہے انسانی شرافت کو ایسا کھودیتی ہے کہ جیسے کتے، بلے، گدھے ہوتے ہیں۔ اس کا پیکر بلکل انہی کے مشابہ ہوجاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۷ نیا ایڈیشن)

اے اے AA یا ALCOHOLICS ANONYMOUS ایک عالمی تنظیم ہے۔ اس تنظیم کی بنیاد ۱۹۳۵ء میں امریکی ریاست اوہایو میں دو بادہ نوشوں نے ڈالی تھی جو زندگی سے حد درجہ مایوس ہو چکے تھے۔ ان میں ایک اسٹاک بروکر تھا اور دوسرا سرجن۔ اس تنظیم کی رکنیت کے لئے نہ تو کوئی فیس ادا کرنی ہوتی ہے اور نہ ہی اجلاس کی کاروائی میں شریک ہونا ضروری ہے۔ رکنیت کے لئے شرط صرف یہ ہے کہ آپ کا دل شراب سے متنفر ہو اور آپ کی دلی خواہش ہو کہ لوگ بلا نوشی سے تائب ہو جائیں گویا لوگوں کو شراب کی علت سے نجات دلانا اس تنظیم کا فرض اول و آخر ہے۔ اور تنظیم کے ارکان اس سلسلے میں شراب کے "بیماروں" کا ہر ممکن علاج اور امداد کرتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں جب اے اے کی بنیاد پڑی تھی تو اس کے بعد کے چار سالوں میں اس تنظیم کے ارکان کی تعداد صرف ایک سو تک پہنچ سکی تھی اور اب دنیا بھر میں اے اے کے ممبران کی تعداد ۲۰ لاکھ سے زائد ہو چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں شراب سے نفرت کا احساس جاگنے لگا ہے۔ لیکن جس طرح ہر طریق علاج کی اپنی ایک حد ہوتی ہے اس تنظیم کی بھی کچھ حدیں ہیں جہاں سے یہ آگے نہیں جا سکتی۔ الکحل زدہ مریضوں کا علاج کرنے والے ایک ماہر کے بقول الکحل ازم ایک ایسی بیماری ہے جس کا کامیاب علاج مریض کے رویے اور اس کی ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہم تو زخم کی مرہم پٹی کرتے ہیں اور مریض کے اپنے وسائل زخم مندمل کرتے ہیں۔ بلاشبہ زندگی اتنی سستی نہیں کہ الکحل کی نذر کر دی جائے۔

(بشکریہ نیشنل جیوگرافیک فروری ۹۲ء "اخبار جہاں" ۱۴ جون ۱۹۹۲ء)

دعوت الی اللہ کے گر

برکت کے نشان

(مرسلہ :۔ ظفر اقبال ساہی صاحب۔ ربوہ)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق حضرت سید عادل شاہ صاحب کی خواہش پر ان کے گاؤں میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے بھی خطاب فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئیں اور بہت سے مہمانوں کو حسن ظن پیدا ہو گیا۔

تقاریر میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے معجزات اور بعض خاص نشانوں کا بھی ذکر تھا۔ اس لئے جلسہ کے بعد جب احمدی علماء باہر آئے تو گاؤں کے دو فرد پیچھے پیچھے آگئے اور مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی کرامت دکھائیں۔ حضرت مولوی صاحب کے پوچھنے پر ایک نے کہا کہ میرا بھائی قریباً ڈیڑھ سال سے ہچکی کے مرض میں مبتلا ہے اور کسی علاج سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا اگر آپ لوگ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے دعا کرواتے اور کوئی فائدہ نہ ہوتا تو کوئی عتراض بھی کرتے۔ اب ہم پر کیا اعتراض ہے۔ اس نے کہا کہ پھر آپ ہی احمدیت کا اثر دکھائیں تاکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو مریض کو سامنے لاؤ۔ چنانچہ اس شخص نے اسی وقت اپنے بھائی کو جو پاس ہی بیٹھا کراہ رہا تھا سامنے کھڑا کر دیا۔

حضرت مولانا راجیکی صاحب فرماتے ہیں اس مریض کا میرے سامنے آنا ہی تھا کہ میں نے ایک غیبی طاقت اور روحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ میں اس مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجازی طاقت رکھتا ہوں۔ چنانچہ ایک الہیٰ تحریک کے ماتحت میں نے اس مریض سے کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ جلد جلد سانس لینا شروع کردو۔

مریض نے ایسے ہی کیا اور پھر میں نے اسے اٹھنے کے لئے کہا جب وہ اٹھا تو اس کی ہچکی ختم ہو چکی تھی۔

اس کرامت کو تمام حاضرین نے تسلیم کیا اور حیرت زدہ رہ گئے اور اقرار کیا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سچے ہیں اور ان کی برکت کے نشان نرالے ہیں۔ (حیات قدسی جلد ۲ صفحہ ۵۷)

بلا تبصرہ

مسئلہ شناختی کارڈ کا

سید افضل حیدر ماہر قانون و رکن اسلامی نظریاتی کونسل

اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے۔ یہ کسی پارٹی یا حکومت کے تابع نہیں ہے۔ اس نے اسلامی احیاء کی روشنی میں اپنی سفارشات پارلیمنٹ یا اسمبلی کے لئے مرتب کرنا ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایک آئینی ادارے کو اپنی سیاست میں ملوث کرے آج کے موضوع کا بنیادی ایشو یہ ہے کہ کیا مذہب شہریت کی بنیاد بنتا ہے؟ ہمارے نزدیک مذہب شہریت کی بنیاد نہیں بن سکتا اور نہ ہی پہلے کبھی ایسا تھا اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں جب ایک ریاست کی بنیاد ڈالی تھی تو تمام اہلیان کے نمائندوں کو اکٹھا کر کے دنیا کا پہلا تحریری آئین جسے ہم میثاق مدینہ کہتے ہیں لکھا اور اس کی پہلی شرط یہ تھی کہ تمام مسلمان اور غیر مسلمان ایک امت ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے ہم انتظامی اور سیاسی سطح پر تمام شہریوں کو ایک تصور کرتے ہیں۔ اب سنہ ۱۹۴۰ء کی قرارداد کی طرف آئیں تو اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں برصغیر کے مسلمانوں نے قائداعظم کی وساطت سے ملحقہ مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ریاست کا مطالبہ کیا اور اس قرارداد کا جو دوسرا حصہ ہے اس میں صرف ایک بات کہی گئی ہے کہ تمام اقلیتوں اور مسلمانوں کو برابر کے حقوق حاصل ہوں گے۔ اب سنہ ۱۹۴۰ء کی قرارداد کی طرف آئیں تو اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں برصغیر کے مسلمانوں نے قائداعظم کی وساطت سے ملحقہ مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ریاست کا مطالبہ کیا اور اس قرارداد کا جو دوسرا حصہ ہے اس میں صرف ایک بات کہی گئی ہے کہ تمام اقلیتوں کے مذہبی ثقافتی اقتصادی سیاسی اور انتظامی حقوق اور مراعات کا لازماً قانوناً آئین کے ذریعے سے مکمل تحفظ ہوگا۔ آپ نے اس بات کا قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ذریعے پوری دنیا میں اعلان کیا تھا اور اس بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ آپ اس بنیاد پر انکار نہیں کر سکتے نومبر سنہ ۱۹۴۲ء میں قائداعظم نے فیصل آباد کا دورہ کیا جہاں عیسائیوں سمیت تمام اقلیتوں نے آپ کو سپاسنامے پیش کئے تھے اور قائداعظم نے تمام اقلیتوں کو یقین دہانیاں کروائی تھیں کہ پاکستان میں آپ کے حقوق محفوظ رہیں گے۔ ۱۴۔ جولائی کو دیوان بہادر ایس پی سنگھم نے جوائنٹ کرسچین بورڈ کی طرف سے لاہور ہائی کورٹ میں باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا جو بیان پیش کیا تھا اس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ ہمارے لوگ جہاں کہیں ہیں اور جتنے بھی ہیں ہمارا وزن مسلمانوں میں ڈالا جائے تاکہ وہ جہاں قلیل ہیں وہاں ان کی اکثریت ہو جہاں وہ اکثریت میں ہیں وہاں ان کو اور زیادہ مضبوط کریں۔ ہم انہیں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ قائداعظم نے قانون ساز اسمبلی میں جو تقریر کی تھی اس میں انہوں نے کہا کہ ریاست کے امور میں مذہب کا کوئی دخل نہیں ہوگا۔ مسلمان اور غیر مسلم سب کے سیاسی سطح پر حقوق برابر ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد پہلی کابینہ میں قائداعظم نے اپنے اصولوں اور اعلانات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ایک غیر مسلمان (منڈل) کو وزیر قانون بنایا اس طرح انہوں نے اپنے اعلان کو ثابت کر کے دکھا دیا۔

ان تمام دلیلوں کی بنیاد پہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اقدام بالکل غلط ہے اگر ہمارے اقلیتی بھائی اس چیز کو پسند نہیں کرتے تو اسے فوراً حذف کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ محض کسی انتظامی امور کی وجہ سے آپ قائداعظم کے اعلانات اور آئین کی نفی نہیں کر سکتے۔

عزیز صدیقی صاحب ڈائریکٹر ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان

"میرے خیال میں اس مسئلہ پر عملی نقطہ نظر سے باتیں کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ حکومت کی طرف سے اب تک ایسی کسی افادیت کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جو کہ پہلے ہی سے کسی اور طریقے سے میسر نہیں ہے یا نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک بات کہی گئی ہے کہ جداگانہ طرز انتخاب میں معاون ہوگی۔ لیکن جداگانہ انتخاب میں ووٹروں اور امیدواروں کے لئے الگ فہرست ہوتی ہے۔

ہماری اقلیتوں کی تعداد اتنی مختصر ہے کہ ان کی فہرست بنانا اور ان کے انتخاب کو مانیٹر کرنا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن آپ صرف اس کام کے لئے اڑھائی ارب روپے مزید خرچ کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی کونسی ترجیحات ہیں اور آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔ ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ مکہ اور مدینہ منورہ میں غیر مسلموں کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر یہ خانہ ہوگا تو اس سلسلہ میں فائدہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ آنے جانے کے لئے تو شناختی کارڈ نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کے لئے پاسپورٹ دیکھا جاتا ہے اور پاسپورٹ میں تو یہ بات پہلے سے موجود ہے۔ شناختی کارڈ میں اس کی کیا ضرورت ہے۔ شناختی کارڈ کے دو مقاصد ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اس کی پاکستانی شہریت کی شناخت ہو سکے اور شہریت کے لئے مذہبی شناخت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوسرا مقصد شخصی شناخت ہوتا ہے۔ شخصی شناخت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تصویر، نام، ولدیت، پتہ اور جسمانی نشان وغیرہ۔ اس کا یہ مقصد نہیں کہ اپنی نظریاتی شناخت کرائیں۔ ان مقاصد کے علاوہ اگر آپ اس خانہ کو لانا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کے کچھ اور مقاصد ہیں ہندوستان میں بھی کافی عرصے سے یہ بات ہو رہی ہے اور اگر ہمارے ہاں یہ بات آگے بڑھی تو پھر ہندوستان میں بھی بی جے پی کہے گی کہ غیر ہندوؤں کے کارڈ مختلف رنگوں کے ہونے چاہئیں۔ اس صورت میں آپ کا کیا ردعمل ہوگا۔

(جنگ ۳۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۹۲ء)

اقلیتی امور کے وزیر پیٹر جان سہوترا

قومی شناختی کارڈ مذہبی شناختی کارڈ بنایا جا رہا ہے۔ اور اقلیتیں اپنے ساتھ اسے ناانصافی اور زیادتی تصور کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اقلیتوں نے بھی پاکستان کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ لیکن اب انہیں دوسرے درجے کا شہری بنانے کے لئے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے کا شوشہ چھوڑا گیا ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس مسئلے پر اقلیتوں نے بھی سٹریٹ پاور کا مظاہرہ کیا تو خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ رکھنے کے فیصلہ کو ختم کرنے کا فی الفور حکومت اعلان کرے۔ اگر حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ رکھنے کے فیصلہ کو واپس نہ لیا تو اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ممبر قومی و صوبائی اسمبلی اپوزیشن میں جا بیٹھیں گے۔

(پاکستان یکم نومبر ۱۹۹۲ء)

مسٹر ایم جوزف فرانسس

پاکستان کرسچن نیشنل پارٹی کے سیکرٹری جنرل ایم جوزف فرانسس نے گلزار ہاؤس میں پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور شناختی کارڈ کے ایشو پر محترمہ بے نظیر بھٹو کے مؤقف کی تعریف کی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے مسیحی راہنماؤں کو یقین دلایا کہ اقلیتوں کے ساتھ ہونے والی ہر زیادتی پر آواز اٹھانا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ اور وہ آئندہ بھی اقلیتوں کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر آواز بلند کریں گی۔ یہ ان کا فرض ہے۔ جوزف فرانسس نے بے نظیر بھٹو کو شناختی کارڈ میں مذہبی کالم کے سلسلے میں مسیحیوں کے اندیشوں سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا وہ بہت جلد اسلام آباد میں امریکہ۔ برطانیہ۔ فرانس۔ جرمنی کینیڈا اور جاپان کے سفیروں سے ملاقات کریں گے۔

(جنگ ۳۱۔ اکتوبر ۹۲ء)

سید منیر حسین گیلانی مرکزی راہنما تحریک نفاذ فقہ جعفریہ

ایسے اقدامات جو پاکستان اور اسلام کے لئے نقصان دہ ہوں انہیں کسی صورت میں سرانجام نہیں دینا چاہیئے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جو مذہبی جماعتیں عملی سیاست کر رہی ہیں تمام اقلیتیں ان کے ساتھ ہوتیں۔ لیکن پاکستان میں یہ بدقسمتی ہے کہ وہ اسلام جو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا نظریہ تھا اسے محدود کر دیا گیا کہ اقلیتیں جو اسلام سے باہر تھیں ان کو قریب نہیں لایا گیا۔ اور وہ قوتیں جنہیں ہم غیر اسلامی قوتیں کہتے ہیں وہ تمام ان کے ساتھ ہو گئیں۔ ہمارے لئے اقتدار کے لئے یہ جداگانہ طریق انتخاب کا شوشہ چھوڑا گیا تاکہ اقلیتیں مذہبی قوتوں سے علیحدہ ہو جائیں۔ یہ ملک کے لئے بہت بڑا نقصان تھا۔ اور اسلام کے لئے بھی خطرناک تھا۔ ہم نے اسلام اور ملک کی بنیاد پر اپنے گرد ایسا دائرہ لگا دیا جس کی وجہ سے غیر مسلم اقلیتیں ہمارے قریب نہ آ سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ایک سازش ہے۔ اور اس طرح یہاں تفریق در تفریق اور نفرت پھیلائی جا رہی ہے۔ لوگوں کو تقسیم کیا جا رہا ہے شناختی کارڈ اگر پاکستانی حوالے سے بنتا ہے تو درست ہے۔ اگر مذہب کے حوالے سے بنتا ہے تو پھر یہ سلسلہ یہیں نہیں رکے گا بلکہ پھر فرقہ واریت کی بات بڑھے گی۔ (جنگ ۳۱ اکتوبر ۹۲ء)

شناختی کارڈ اور عیسائی

ایک انگریزی اخبار کے مطابق پوپ جان پال کے مشیر برائے مذہبی امور اور وائس پریذیڈنٹ ڈومینی کن آرڈر فادر جیمز چنن نے حکومت کے اس فیصلے کا سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے کہ شناختی کارڈوں میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے۔ اور کہا ہے کہ اگر اس فیصلے پر عمل درآمد کیا گیا تو پاکستان میں تقسیم کا عمل شروع ہو جائے گا۔ اور معاشرہ مختلف حصوں میں بٹ کر رہ جائے گا اور اس طرح فوری طور پر ملک کے استحکام کو نقصان پہنچے گا۔ اور اس کی ایک اکائی ہونے میں بھی فرق پڑ جائے گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ غیر عقلمندانہ اور غیر منصفانہ فیصلہ جس سے لوگوں کو فرقوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ درحقیقت ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ جو بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح نے کنسٹی ٹیوانٹ اسمبلی میں اپنے پہلے خطاب میں بیان کئے تھے۔ نادر جیمز چنن کے ساتھ دوسرے دو عیسائی لیڈر سابق فیڈرل اقلیتوں کے ایڈوائزری کونسل کے ممبر کنول فیروز اور کوآرڈی نیٹنگ سیکرٹری پاکستان نیشنل مسیحی پارٹی حمید ناصر نے ایک پریس کانفرنس کو بتایا کہ اقلیتوں کو پہلے ہی بہت حد تک قومی دھارے سے جدا کیا جا چکا ہے۔ کیونکہ انتخابات جداگانہ کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور یہ فیصلہ مارشل لاء کے دوران کیا گیا تھا۔ لیکن اب جو فیصلہ کیا گیا ہے اس سے مزید تقسیم ہو گی اور اقلیتوں کو دوسرے درجے کے شہری بنا دیا جائے گا۔ عیسائی رہنماؤں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر یہ فیصلہ واپس نہ لیا گیا تو پاکستان میں نہ صرف مختلف کمیونیٹیز کا جھگڑا ہو گا۔ بلکہ ہر کمیونٹی بھی آپس میں جھگڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان اکثریت پہلے ہی فرقوں میں بٹ رہی ہے۔ جہاں تک اقلیتوں کا تعلق ہے وہ اپنے آپ کو محرومی کا شکار بھی سمجھیں گے اور غیر محفوظ بھی۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ یہ فیصلہ کرتے وقت حکومت نے اقلیتوں کے نمائندوں سے کوئی مشورہ نہیں کیا۔ انہیں اعتماد میں نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے اقلیتوں سے اس سلسلے میں کچھ نہیں پوچھا اور وزارت مذہبی امور نے از خود ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ بات وزارت داخلہ سے پاس ہونی چاہیئے تھی کیونکہ وہی ایسے موضوعات سے منسلک ہے انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ تمام ایسی تنظیموں پر جو فرقہ وارانہ بنیاد پر کام کر رہی ہیں چاہے مسلمانوں کی ہوں یا غیر مسلموں کی ان پر پابندی لگنی چاہیئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ بعض عیسائی تنظیمیں اور بعض افراد جداگانہ انتخابات کی جو حمایت کرتے تھے۔ اب مذہب کے خانے کو شناختی کارڈ میں شامل کرنے کی مذمت کرتے ہیں۔

انسانی حقوق

متعدد اعلیٰ قانون دانوں سے ہم آہنگی کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان کے چیف جسٹس افضل ظلہ نے ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء کے روز کہا کہ برصغیر پاک و ہند میں انسانی حقوق اور عمومی حقوق کامن لاء کی خاصی زیادہ خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے حقوق سے آگہی نہیں ہے۔ آپ نے یہ بات ایک دو روزہ سیمینار میں کہی۔ سیمینار کا موضوع تھا "حقوق ملاوا کی تلاش میں" عوام الناس کے مفادات جو قانون کے ذریعے حاصل کئے جا سکتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ سماجی طاقتیں لوگوں میں اس بات کی آگہی پیدا کریں کہ ان کے کیا حقوق ہیں۔ تاکہ وہ حقوق کی پامالی کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنے سے محفوظ رہیں۔ اس سیمینار میں تقریباً ۲۸، اعلیٰ پائے کے جج اور وکیل ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش سے شریک ہوئے۔ اور ان سب شرکاء نے ایک جیسے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عام آدمی کو پوری طرح انصاف نہیں ملتا کیونکہ ہزاروں مقدمے سالہا سال تک زیر التوا رہتے ہیں۔ جسٹس افضل ظلہ نے پاکستان میں انسانی حقوق کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔ اور اس میں اس بات پر زور دیا کہ صرف شرعی قانون ہی لوگوں کو ان کے پورے حقوق دلوانے کا باعث بن سکتا ہے آپ نے کہا کہ برصغیر کے لوگ ناخواندگی کی وجہ سے اپنے حقوق بہت کم جانتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہاں انسانی حقوق کی خاصی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ جسٹس افضل ظلہ نے مزید کہا کہ ہندوستان اور بنگلہ دیش میں این جی۔ اوز کسی حد تک اس بات میں کامیاب ہوئے ہیں کہ لوگوں میں اپنے حقوق کی آگاہی پیدا کر سکیں۔ لیکن پاکستان میں ابھی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

حاضرین میں سے کسی شخص کے سوال کا جواب دیتے ہوئے پاکستان کے چیف جسٹس نے کہا "میں شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہتا ہوں کیونکہ اسلام زندگی کا ایک طریق ہے۔ اور جس معاشرے میں میں رہتا ہوں وہ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے شروع ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ محض عقیدے کی بات نہیں ہے یہ میرے طرز زندگی کا سوال ہے اور یہ میری زندگی کا ایک عنصر ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ پاکستان اس بات کا پختہ عہد کر چکا ہے کہ یہاں زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی طریق کو رائج کیا جائے گا

ان کے علاوہ دو اور مقالے پیش کئے گئے۔ ایک تو جسٹس محمود الرحمان (بنگلہ دیش) نے پیش کیا یہ صاحب بنگلہ دیش سپریم کورٹ سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرا ایڈووکیٹ صلاح الدین احمد (پاکستان) نے عالمی انسانی حقوق کا گھریلو زندگی میں معیار پر مقالہ پیش کیا ان

مثالوں پر بحث کرتے ہوئے ہندوستان کی سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس ڈیسائی نے کہا کہ انسانی حقوق کو ایسے حقوق میں بدل دینا چاہیئے۔ جنہیں صحیح معنوں میں لاگو کیا جا سکے۔ اور جنہیں عدالتیں اپنے فیصلوں کے ذریعے لاگو کریں یعنی عدالتیں حقوق انسانی کے لئے فیصلے کر سکیں۔ بنگلہ دیش کے ایک سینئر وکیل ڈاکٹر کمال حسین نے کہا کہ این۔ جی۔ او۔ خاصی تعداد میں لوگوں کو ان کے حقوق سے آگاہ کرنے کے کام میں مشغول ہیں۔

شناختی کارڈ ــــ سندھ اسمبلی

گذشتہ روز (سوموار) سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جو حکومتی بنچ کے اقلیتی ممبر مسٹر سلیم کھوکھر نے پیش کی تھی اور جس کا مقصد یہ تھا کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہیں شامل کیا جانا چاہیئے۔ اس سے قبل رکن اسمبلی نے ایک تحریک التوا پیش کی تھی اس تحریک التوا پر تقریر کرتے ہوئے قانون اور پارلیمنٹ کے منسٹر انچارج مسٹر سلیم جان مزاری نے بیان کیا تھا کہ یہ معاملہ وفاقی امور کی فہرست میں آتا ہے اور اس لئے سندھ کی اسمبلی اس کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں ہے وزیر موصوف نے متعلقہ رکن سے کہا کہ التواء کی تحریک کی بجائے انہیں قرارداد پیش کرنی چاہیئے بعد ازاں مسٹر سلیم کھوکھر نے قرارداد پیش کی جس میں ایکٹنگ سپیکر سے کہا گیا کہ وہ وفاقی حکومت کی توجہ مبذول کرانے کے لئے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں۔ ایکٹنگ سپیکر مسٹر عطا محمد مری نے مسٹر سلیم کھوکھر سے کہا کہ وہ اپنی قرارداد پڑھ کر سنائیں۔ اپنی قرارداد میں مسٹر سلیم کھوکھر نے وفاقی حکومت کو سفارش کی ہے کہ مذہب کا خانہ شناختی کارڈ میں شامل نہ کیا جائے۔ حزب اختلاف کی نمائندگی کرتے ہوئے پیر مظہر الحق جن کا تعلق پی ڈی۔ اے سے ہے نے اس قرارداد کی حمایت کی جب ووٹنگ کے لئے ایکٹنگ سپیکر نے ہاؤس سے کہا تو تمام ممبروں نے متفقہ طور پر اس کی حمایت کی۔ مسٹر سلیم کھوکھر نے حکومتی بنچوں کا شکریہ ادا کیا اور اسی طرح حزب اختلاف کا بھی۔ کیونکہ ان دونوں کے تعاون ہی سے یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہو سکی

(بشکریہ روزنامہ الفضل ۱۴ نومبر ۹۲ء)

واقفین نو کو تقویٰ کے زیور سے سجائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں، وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں"۔.........

قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے، آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں، پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں، انسانی قربانی کی سجاوٹیں اور طرح کی ہوتی ہیں، انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں، جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں ان تمنائیں پوری ہوں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

عرفانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

جن کو ہوا عرفانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم
ہو گئے سب غلمانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کے وجود کے نور محل میں تختِ الٰہی سجا ہوا ہے
عرشِ خدا ایوانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

دل پر سحر کیا ہے اُسؐ نے، گُشتہ مہر کیا ہے اُسؐ نے
جان میری قربانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

دید کی لذت، عشق کی نعمت، قرب کی فرحت، وصل کی راحت
جاری ہیں فیضانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کو چاہنا جرم ہوا ہے، آج یہ کیسا ظلم ہوا ہے
قید ہوئے طیرانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

تجسیمِ انوارِ ہدایت، تفسیرِ قرآن مجسّم
اللہ اللہ شانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ قادر جو اسؐ کا خدا ہے، وہی خدا ہے، وہی خدا ہے
میرا خدا رحمانِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

(سید حمید اللہ نصرت پاشا)

وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی!

اکیسویں صدی کی سائنس

(تحریر:۔ انعام اللہ صاحب قمر)

قرآن (شریعت) خدا تعالیٰ کی قولی شہادت ہے اور سائنس اس کی فعلی شہادت کا نام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو حامل قرآن تھے۔ آپؐ نے دین حق اور قرآن کے احیاء کے لئے آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ سے خبر پاکر موعود مہدی کی بشارت دی تھی۔ اس کی صداقت کے لئے جن نشانیوں کا ذکر فرمایا جو قرآن و احادیث نبویہ میں مذکور ہیں ان پر یکجائی نظر دوڑائی جائے تو سائنس کی حیرت انگیز ترقی مسیح موعود.... کی صداقت کی ایک زبردست دلیل بن جاتی ہے۔

دخانی جہازوں، ریل اور نئی نئی سواریوں کی ایجادات، ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور جدید ترین اسلحہ کی تیاری، سفر کا آسان ہونا، اور سہولتوں کا میسر ہونا یہ تمام باتیں اب سائنس کی ترقی کی بدولت حیرت انگیز ایجادات ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت ان ایجادات کو دیکھ کر یہ ہوتی ہے کہ آج سے چودہ سو برس قبل عرب کی ایک وحشی اور ان پڑھ قوم میں ایک نبی امی کی زبان سے خدا کا کلام قرآن کی صورت میں نازل ہوا اور اس نے سائنس کی ان تمام ایجادات کا ذکر بطور پیشگوئی کیا۔ یہ تمام ترقیات جو ہو چکی ہیں یا مزید ہوں گی ان میں سے ہر ایک ایجاد قرآن اور نبی کریم صلی علیہ وسلم کی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے اور امام مہدی کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے۔ جب کوئی نئی ایجاد ہوتی ہے تو جہاں خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور جہاں بصیرت کی آنکھ ان الٰہی نوشتوں کو پورا ہوتا ہوا دیکھتی ہے وہاں دل کے کانوں سے یہ آواز بھی ضرور ٹکراتی ہے

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

اے کاش دیکھنے والی آنکھ دیکھے اور سننے والے کان سنیں۔

اسی پس منظر میں اکیسویں صدی کی سائنسی ترقی کا ایک جائزہ پیش ہے۔

تقریباً آٹھ سال بعد 21 ویں صدی شروع ہو جائے گی لیکن دانشورانِ سائنس ابھی سے کہہ رہے ہیں کہ آئندہ صدی سائنس اور ٹیکنالوجی کی صدی ہوگی۔ اگلی

صدی میں سائنس ایسے حیرت انگیز نظارے پیش کرے گی کہ لوگ حیرتوں کے سمندر میں ڈوبتے چلے جائیں گے لیکن سائنس آگے ہی آگے بڑھتی چلی جائے گی۔

مادہ پرست سائنسدان جو خدا کی نفی کرتے ہیں ہمیشہ سائنس کو اسلام سے لڑاتے ہیں اور اسلام کو سائنس پر قدغن خیال کرتے ہیں۔ 21 ویں صدی میں ان مادہ پرست سائنس دانوں کو حقیقی اسلامی سائنس سے زبردست شکست ہوگی۔ اسلام دین فطرت ہے اور سائنس فطرت کی تفہیم، اس لئے ان دونوں میں کبھی تصادم نہیں ہوگا۔ 21 ویں صدی میں سائنسی میدانوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی سائنس دانوں کی بالادستی مقدر ہے اور احمدی سائنس دان خدا کی وحدانیت کا اقرار، مادہ پرستوں سے نہ صرف مذہبی میدانوں میں بلکہ دقیق ترین حسابی پیچیدگیوں کو حل کرکے سائنس کے ذریعہ بھی خدا اور اس کی وحدانیت پر مہر تصدیق ثبت کرائیں گے۔ اس پورے عمل کی داغ بیل نوبل پرائز ونر ڈاکٹر عبدالسلامؓ ڈال چکے ہیں۔ پس احمدی نوجوانوں کو سائنس میں بھرپور دلچسپی لینی چاہیئے۔ اب عاجز 21ویں صدی کی سائنس پر مختصراً روشنی ڈال رہا ہے۔

انسانی اعضاء کی تبدیلی

21ویں صدی میں انسانی اعضاء کی تبدیلی ممکن ہوگی۔ اگر حادثے میں کسی کا بازو یا ٹانگ ٹوٹ گئی ہے تو آپ گوشت پوست کے نئے بازو لگوا سکتے ہیں اور یہ کسی قسم کے نقص سے پاک بازو اور ٹانگیں ہوں گی۔ سرجن حضرات آئندہ صدی میں اگر کسی کی ناک زخمی ہوگئی تو مریض کے بازو میں ناک اگا کر صحیح مقام پر لگا دیں گے۔ اسی طرح اعضاء کی تبدیلی ممکن ہوگی۔ ہسپتال والے مختلف طریقوں سے انسانی اعضاء کی فصلیں اگا سکیں گے۔

آج سے چند سال قبل انسانی خلیوں اور بافتوں کی کاشت ایک تصوراتی بات تھی مگر 21 ویں صدی میں خلیوں اور بافتوں کی نہ صرف کاشت بلکہ پیوندکاری بھی ممکن ہوگی۔

مائکرو سرجری پلاسٹک سرجری کی ایک تبدیل شدہ شاخ ہے۔ مائکرو سرجن باریک باریک رگوں، شریانوں اور وریدوں کو آپس میں جوڑ سکتا ہے۔ اگر کسی عضو کی کسی دوسرے عضو میں پرورش کرنا مشکل یا ناممکن ہو تو انہیں مصنوعی ڈشوں میں کاشت کیا جا سکے گا۔ دل، لبلبہ وغیرہ کا معاملہ ذرا مختلف ہے کیونکہ ان حساس اعضاء کی جسامت میں معمولی فرق بھی مریض کی صحت پر برے اثر ڈالے گا۔

دل ایک حساس عضو ہے۔ ابھی تک جو مصنوعی دل یونیورسٹی آف اوٹاوہ کے پروفیسر جیروک نے تیار کیا ہے اس میں خامی یہ ہے کہ یہ دل خون کو جمنے سے روک نہیں سکتا۔ امید ہے کہ 21ویں صدی کے تیار شدہ دل ہر قسم کی خامی سے پاک ہوں گے۔ یہ دل زیادہ ہلکا ہوگا۔ خون کو جمنے سے روک سکے گا۔ ناک، دل، بازو

یا ٹانگ کے علاوہ 21ویں صدی میں گندھے، گردن، کہنیاں اور کلائیاں بھی دستیاب ہوں گی۔

21ویں صدی میں خون کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا کیونکہ ایسا مائع تیار ہوگا جو خون کے بدلے استعمال کیا جائے گا اور کافی ارزاں ہوگا۔ پھر بلڈ بینکوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ حیاتی کیمیا دان جینز (GENES)، DNA اور پروٹین بھی تیار کرلیں گے اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے 21ویں صدی میں ناک، کان، گلا، آنکھ، بازو، ٹانگ، دل، لبلبہ اور دیگر انسانی اعضاء کی مارکیٹیں بھی کھل جائیں گی۔

ٹیسٹ ٹیوب کپاس

زراعت میں کپاس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور پھر ٹیسٹ ٹیوب بچھڑوں کے بعد 21ویں صدی میں ٹیسٹ ٹیوب کپاس تیار کی جائے گی۔ یہ کپاس زمینی کپاس سے ہر لحاظ سے اچھی ہوگی۔

مذکورہ بالا کپاس تیار کرنے کا طریقہ ٹیکساس کے ماہر حیاتیات ڈاکٹر جو گوڈن نے دریافت کیا ہے۔ تجربہ گاہ میں کپاس کے ریشے پورے پودے سے نہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ خلیوں سے پیدا کئے جائیں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ پودوں کے ذریعے کپاس کے ریشے بہت دیر سے اگتے ہیں۔ اربوں خلیے تنوں پتوں وغیرہ کی افزائش پر ہی خرچ ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ پھول بن جاتے ہیں۔

گوڈن اپنی تجربہ گاہ میں کپاس پر تحقیق کر رہے تھے کہ انہیں محسوس ہوا کہ چند خلیے لمبوتری شکل میں آگئے ہیں۔ یہ کپاس کے ریشے بننے کا پہلا مرحلہ ہے۔ انہوں نے یہ خلیے علیحدہ کرلئے اور ان کی پورے احتیاط سے کلچر ڈش میں پرورش کی۔ تقریباً 5 ہفتہ کے بعد کلچر ڈش کپاس سے بھر گئی اور اس میں کوئی بھی پودا نہ تھا۔

ٹیسٹ ٹیوب کپاس کا طریقہ ابھی کچھ مزید بہتر ہونا ہے۔ کیونکہ ابھی تک یہ کپاس کافی کم مقدار میں حاصل ہوئی ہے۔ خیال ہے کہ 21ویں صدی میں سائنس اس قابل ہو جائے گی کہ بڑی بڑی کلچر ڈشوں میں اپنی مطلوبہ لمبائی اور مضبوطی کا کپاس کا ریشہ تیار کرے گی اور یہ ریشے مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کئے جاسکیں گے۔

آپ کا خادم کمپیوٹر

21ویں صدی میں کمپیوٹر پوری دنیا پہ چھا جائے گا۔ گھر، دفتر، فون، ڈاک کا نظام، ذرائع ابلاغ، مواصلاتی نظام غرضیکہ ہر شعبے میں کمپیوٹر کی حکمرانی ہوگی۔ مستقبل میں ایک عام سے کمپیوٹر کی یادداشت (دس لاکھ بائٹ) سے بھی بڑھ جائے گی۔ مستقبل کے تیز رفتار دور کے لئے کمپیوٹر پروگرامنگ اتنی سہل اور تیز رفتار ہوگی کہ ایک بچہ بھی اسے سمجھ سکے گا۔

معلومات کا ذخیرہ کرنا بھی کمپیوٹر کا اہم کام ہے۔ مستقبل میں ایسی آپٹکل ڈسک ایجاد ہوں گی جس

پر 500 صفحات والی 200 کتب محفوظ کی جا سکتی ہیں اور اس ڈسک کا سائز ایک انگوٹھے کے ناخن کے برابر ہوگا- کمپیوٹر ایک سیکنڈ میں جتنے حسابات کر سکتا ہے وہ اس کی طاقت کہلاتی ہے- سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ آج کل کمپیوٹرز کی طاقت 1975ء کے کمپیوٹر (دنیا کا پہلا پرسنل کمپیوٹر) سے 10,000 گنا زیادہ ہے- کمپیوٹر کی حسابات کرنے کی رفتار دن بدن بڑھ رہی ہے- 21ویں صدی میں ایسے کمپیوٹرز آ سکتے ہیں جو روشنی کی رفتار کے قریب قریب رفتار سے حساب کر سکیں-

21ویں صدی میں کمپیوٹر کا سائز کم سے کم ہوتا چلا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ایسے کمپیوٹر مارکیٹ میں آجائیں جن کا سائز آپ کی کلائی کی گھڑی کے برابر ہو- یہ کمپیوٹر ایک زبان کا دوسری زبان میں ترجمہ بھی کر سکیں گے- مستقبل میں کمپیوٹر لائبریریز کا قیام عمل میں آئے گا- ایک عام سے کمپیوٹر میں کئی کتب کی معلومات جمع ہو سکتی ہیں- کمپیوٹر سائنس کے ماہرین اندازہ لگا رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں ایک عام سے کمپیوٹر میں پوری انڈیا آفس لائبریری سما سکے- آپ کو جس کتاب کی ضرورت ہو کمپیوٹر کو بتائیں کمپیوٹر کی سکرین پر اس کتاب کا سارا مواد آپ کی نظروں میں آجائے گا-

21ویں صدی کے کمپیوٹر حقیقی معنوں میں آپ کے خادم ہوں گے- آپ زندگی کے جس شعبے سے تعلق رکھتے ہیں کمپیوٹر آپ کی خدمت کے لئے تیار ہو جائے گا- 21ویں صدی میں ایسے پرسنل کمپیوٹر منظر عام پر آئیں گے جو اپنے مالک کی پسند و ناپسند کا بھی خیال رکھیں گے- سائنسدان ابھی سے ایک ایسا کمپیوٹر تیار کر چکے ہیں جو اخبار میں آپ کے مطلب کی خبریں نکال سکتا ہے- یوں 21ویں صدی میں کمپیوٹر زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی خدمت کے لئے ہر دم تیار رہے گا-

خوراک کا مسئلہ

آپ کو یہ پڑھ کر حیرانی ہوگی کہ اکیسویں صدی میں خوراک کا مسئلہ حل ہو جائے گا- جی ہاں- 21ویں صدی میں خوراک کا مسئلہ حل ہو جائے گا- لیکن کس طرح؟ کیا گندم کی وسیع کاشت کی جائے گی؟ جی نہیں- سائنسدان ایسے طریقے دریافت کر چکے ہیں جن کی مدد سے فصلوں کی کاشت کا عرصہ انتہائی مختصر کر لیا جائے گا- یوں 21ویں صدی میں آپ دیکھیں گے کہ گندم ایک ماہ میں تمام مراحل سے گزر کر تیار حالت میں آ جائے گی کہ آپ اسے استعمال کر سکیں- یوں ہو سکتا ہے کہ کسان ایک سال میں بارہ دفعہ گندم کی کاشت کرے اور وسیع فصل انتہائی مختصر مدت میں حاصل کر لے-

سائنسدان پودوں کی افزائش میں درکار وقت کو مسلسل کم کرتے جا رہے ہیں- اس طرح کم وقت میں زیادہ پھل اور سبزیاں حاصل کی جائیں گی- میری لینڈ کی جان ہوپکنز یونیورسٹی میں حیاتی انجینئروں نے پودوں کے جین میں تبدیلی کر کے ایسا جین داخل کیا ہے جس

سے پودوں کی نشوونما کی رفتار انتہائی تیز ہو گئی۔ پودا جلد بڑا ہو گیا اور اس کے قد و قامت میں نمایاں اضافہ ہوا۔ اسی قسم کے تجربات مچھلیوں کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے مچھلیاں تیزی سے جوان ہوئیں اور ان کا وزن بھی 30 فی صد بڑھ گیا۔

21ویں صدی میں غذا بہتر کرنے اور زیادہ عرصہ تک محفوظ کرنے کے لئے سائنسدانوں نے ایک نئی تکنیک کو استعمال کیا ہے جس کی بدولت غذا پیدائشی طور پر ایک ایسی جھلی میں لپٹی ہو گی جو اسے گلنے سڑنے سے بچائے گی۔ یوں جب آپ سیب کاٹیں گے تو آپ سیب کو بے شک کٹی ہوئی حالت میں رکھ دیں آپ کا سیب ہوا کی وجہ سے بھورا نہیں ہو گا کیونکہ مذکورہ بالا جھلی جو سیب کے ہر خلیے کے گرد لپٹی ہو گی سیب کو بھورا ہونے سے روکے گی۔

گوشت میں دو قسم کے روغنیات ہوتے ہیں۔ ایک قسم میں کولیسٹرول کم ہوتا ہے جب کہ دوسری قسم میں کولیسٹرول زیادہ ہوتا ہے جو دل کے دورے کا سبب بن سکتا ہے۔ مستقبل میں کولیسٹرول سے پاک گوشت حاصل کرنے کے لئے سائنسدان مویشیوں کی خوراک میں مناسب تبدیلی پیدا کر رہے ہیں۔

پٹرول ایک نامیاتی مرکب ہے اور گاڑیوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پٹرول پٹرولیم سے نکالا جاتا ہے۔ پٹرولیم بھی ایک نامیاتی مرکب ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ مستقبل میں پٹرول سے دودھ اور گوشت کا حصول ممکن ہو گا کیونکہ دودھ اور گوشت بھی نامیاتی مرکبات میں سے ہیں۔ بیشتر ادارے مصنوعی روغنیات تیار کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی ادارہ صحت ان روغنیات کے مضر اثرات کا جائزہ لے رہا ہے۔

21ویں صدی میں سائنسدان شوگر کے مریضوں کے لئے ایسی شکر تیار کر رہے ہیں جو انہیں بالکل نقصان نہیں پہنچائے گی۔ دراصل سائنسدانوں نے جب شکر کے مالیکیول کی ساخت کا مطالعہ کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ شکر میں ہائیڈروکسل (GROUP OH HYFROXYL) گروپ مالیکیول کے سیدھے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہی گروپ سالمے کے الٹے ہاتھ پہ منتقل کر دیا جائے تو شکر کا عکس یا شبیہ حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والی شکر اپنی الٹی ساخت کی وجہ سے شکر ھضم کرنے والے انزائم کو دھوکہ دے کر نکل سکتی ہے۔ یوں مستقبل میں شوگر کے مریض شکر کے ذائقے سے تو لطف اندوز ہوں گے لیکن ان کا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔

زمین سے حاصل ہونے والی خوراک کے ساتھ ساتھ سائنسدان ایسے مصنوعی خوراک والے کیپسول تیار کر رہے ہیں کہ جن کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ صبح ایک چھوٹا سا کیپسول کھا لینے سے تمام دن بھوک محسوس نہیں ہو گی کیونکہ اس کیپسول میں مرتکز شدہ حیاتین آپ کے جسم کی ضروریات کو پورا کریں گی۔ اس طرح 21ویں صدی میں مختلف طاقتوں کے ایسے کیپسول تیار کئے جائیں گے جو ایک دن، دس دن یا ایک مہینہ کے لئے جسم کی تمام ضروریات کو پورا کریں گے۔ ایک

سائنسدان کا دعویٰ ہے کہ 21ویں صدی میں ایسے کیپسولز بھی تیار کئے جائیں گے جو کہ صرف ایک کھانے سے آپ پورا ایک سال صرف پانی پی کر زندہ رہ سکیں گے۔

عجیب و غریب لہریں

لہروں سے انسان بہت کام لے چکا ہے۔ ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، فیکس، وائرلیس، ریڈیو اور اس طرح کی بے شمار ایجادات لہروں ہی کی مرہون منت ہے۔ ڈش انٹینا جس کے ذریعے ساری دنیا کے پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں بھی لہروں کے ذریعے کام کرتا ہے۔

لیکن 21ویں صدی کے سائنس کے سامری ابھی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ مستقبل میں لہروں سے ایسے ایسے کام لئے جائیں گے کہ انسان بزبان حال پکار اٹھے گا

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔

سائنسدانوں کا دعوی ہے کہ 21ویں صدی میں آپ لہروں کے ذریعہ گھر بیٹھے من پسند شاپنگ کر سکیں گے۔ وہ اس طرح کہ آپ اپنا ٹی وی آن کریں گے۔ یہ ٹی وی جدید ترین ٹی وی ہوگا۔ ناب کو گھمانے پر شہر کی مختلف مارکیٹیں ٹی وی کی سکرین پر آئیں گی۔ جس مطلوبہ شاپنگ سینٹر پر آپ کو رابطہ کرنا مقصود ہو گا اس کو آپ سکرین پہ لا کر پکچر کو STOP کر کے ایک اور بٹن دبائیں گے تو آپ کا رابطہ اس دوکاندار کے ٹی وی سے پیدا ہو جائے گا۔ وہ دوکاندار اب اپنے ٹی وی سے آپ سے بات چیت کرے گا۔ آپ کو جو چیز درکار ہو گی اسے بتائیں گے وہ دوکاندار مطلوبہ چیز کو ٹی وی کے نیچے بنے ہوئے ایک بکس میں ڈال دے گا اس بکس میں سے وہ چیز (خواہ وہ کچھ بھی ہو) لہروں میں تبدیل کر دی جائے گی بالکل اسی طرح جس طرح فیکس مشین آپ کے پیغام کو لہروں میں تبدیل کرتی ہے آپ کی مطلوبہ چیز لہروں میں سفر کرتے ہوئے آپ کے ٹی وی کے نیچے جمع ہونا شروع ہو جائے گی۔ جب ساری لہریں آپ کے ٹی وی کے بکس میں جمع ہو کر مادہ (MATTER) میں تبدیل (CONVERT) ہو جائیں تو آپ آرام سے بکس کھولیں گے اور اپنی طلب کردہ چیز کو استعمال کریں گے۔

ایٹم نہیں بلکہ ٹم

ایٹم کا سفر جو دیمو قراطیس (DAMOCRITES) کے دور میں شروع ہوا اور بیسویں صدی میں اپنے عروج کو پہنچا ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔

ایٹم کا لفظ یونانی زبان سے لیا گیا ہے۔ یونانی زبان میں ٹوم (TOM) کسی قابل تقسیم چیز کو کہتے ہیں۔ اس لفظ سے قبل A لگا کر اس کے معنی یہ کئے گئے کہ ناقابل تقسیم ذرہ جس طرح کہ ٹل سے پہلے الف لگانے سے معنی یہ ہوتا ہے کہ نہ ٹلنے والا اور ٹوٹ سے قبل الف لگانے سے اٹوٹ بنتا ہے جس کا مطلب ہے نہ

ٹوٹنے والا۔

لیکن سائنس نے 20ویں صدی میں اس لفظ کو توا پنالیا لیکن اس کے معنی کو طویل ترین تجربات کے بعد غلط ثابت کر دیا۔ جدید تحقیق کے مطابق ایٹم کی تقسیم در تقسیم کرنے سے دو درجن سے زیادہ قائم پذیر (STABLE) اور 100 سے زیادہ غیر قیام پذیر ذرات (VNSTABLE PARTICLES) دریافت ہو چکے ہیں۔

21ویں صدی میں سائنس اس کے مزید حصے بخرے کرے گی اور اس ذرے میں پنہاں ہر چیز نکال باہر کریگی۔

ایٹم کو پھاڑنے سے لامحدود توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔ 21ویں صدی میں اس توانائی کو استعمال میں لایا جائے گا اور توانائی کا ممکنہ بحران ختم کرنیکی کوشش کی جائے گی کیونکہ سائنسدانوں کے پاس بلکہ ہر شخص کے پاس ایٹموں کی وافر مقدار موجود ہے مسئلہ صرف اسے پھاڑنے کا ہے اگر یہ پھٹ جائے تو بقول اقبال

لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

کیا یہ واقعی درست ہے کہ ہر شخص کے پاس ایٹم ہیں۔ جی ہاں ہر شخص ایٹموں سے بنا ہے۔ ہم کھاتے بھی ایٹم ہیں لکھتے، جاگتے، سوتے، مرتے پیدا ہوتے بلکہ دنیا کا ہر کام ہم مادہ کی مدد سے کرتے ہیں اور مادہ ایٹموں سے بنا ہے۔ خود ایٹم کتنا چھوٹا ہے؟ اس کے لئے میں مثال دیتا ہوں کہ سوئی کے ناکے میں اتنے ایٹم سمو سکتے ہیں کہ (اگر آپ آواگون پہ یقین رکھتے ہیں) آپ اپنے دو جنموں کی زندگی میں بھی ان کو گن نہیں سکتے۔ سوئی کی نوک پہ اربوں ایٹم آسانی کے ساتھ (ACCOMODATE) ہو سکتے ہیں۔

ایٹم کی مذکورہ بالا ہئیت کو سامنے رکھتے ہوئے 21ویں صدی میں ہو سکتا ہے ایٹمی حیاتیات (ATOM BIOLOGY) وجود میں آئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان کو لاحق ہونے والی امراض انسانی ساخت اور دیگر تمام حیاتیاتی مسائل ایٹموں ہی کا کیا دھرا ہو۔

ماخذ

ٹائم ویکلی، سائنس ڈائجسٹ، سائنس میگزین، کاروان سائنس، جدید سائنس، سائنٹفک نیوز، انسائیکلوپیڈیا آف سائنس (شاہکار)، سائنس کالم از عظیم قدوائی، سائنس سب کے لئے از لانسے لوٹ ہوگبن۔

سچے اور حقیقی خادم کے بارہ اوصاف

اخلاق فاضلہ، حلم، کرم، عفت، تواضع، انکسار، خاکساری، پاک باطنی، ہمدردی مخلوق، اکل حلال، صدق مقال، پرہیز گاری۔

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

نتائج مقابلہ جات مقالہ نویسی و مضمون نویسی

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان (سال ۹۲-۹۱ء)

مقالہ نویسی

عنوان "خلافت کی اہمیت، عظمت و برکات" تعداد مقالے: ۶۴

اوّل: احمد طاہر مرزا صاحب طاہر ہوسٹل ربوہ
دوم: محمد منیر شمس صاحب بورے والا ضلع وہاڑی
سوم: محمد شکر اللہ صاحب ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

مضمون نویسی سہ ماہی اوّل

عنوان "ایثار" تعداد مضامین: ۴۷

اوّل: انیس احمد خان صاحب دار النور فیصل آباد
دوم: شمیم احمد صاحب ناصر ہوسٹل ربوہ
سوم: اشفاق احمد صاحب گلشن پارک لاہور

مضمون سہ ماہی دوم

عنوان "مہمان نوازی" تعداد مضامین: ۷۹

اوّل: احمد طاہر مرزا صاحب طاہر ہوسٹل ربوہ
دوم: محمد منیر شمس صاحب کتھووالی ضلع ٹوبہ
سوم: نصیر احمد صاحب طاہر ناصر ہوسٹل ربوہ

مضمون نویسی سہ ماہی سوم

عنوان "صفائی" تعداد مضامین: ۵۷

اوّل: منور احمد صاحب قمر طاہر ہوسٹل ربوہ
دوم: نصیر احمد صاحب طاہر ناصر ہوسٹل ربوہ
سوم: مجیب احمد صاحب فرخ سلطانپورہ لاہور

سہ ماہی چہارم

عنوان "خدمت خلق" تعداد مضامین: ۳۷

اوّل: احمد طاہر مرزا صاحب طاہر ہوسٹل ربوہ
دوم: مبارک احمد صاحب اقبال دار الذکر فیصل آباد
سوم: منور علی شاہد صاحب گلشن پارک لاہور

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان)

تم نے اگر "خالد" جاری کیا ہے تو تم اس کی خریداری بڑھاؤ۔ (حضرت مصلح موعود)

ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

اگر دعوت الی اللہ کے کام کو بھلا دیں گے تو خدا کے سامنے مجرم ہوں گے

"میری تو دن رات کی یہ تمنا ہے دن رات دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہے میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ اس لیے اللہ مجھے یاد کرواتا رہے گا اور میں یاد رکھوں گا اور آپ کو بھی یاد کرواتا رہوں گا۔ لیکن اگر آپ نے غفلت کی وجہ سے اس بات کو بھلا دیا تو یاد رکھیں کہ آپ خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ اس لیے نہ خود بھولیں اور نہ دوسروں کو بھولنے دیں۔ آج جماعت کی سب سے بڑی اور سب سے اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۸۷ء)

دعوت الی اللہ سے غفلت کا نتیجہ

فرمایا:۔

"حقیقت یہ ہے کہ وہ جماعت جو دوسروں کو اپنے اندر شمولیت کی دعوت دینے کے فریضہ کو بھلا بیٹھے وہ اپنی اولادوں کو بھی کھو دیتے ہیں جو انہوں نے پہلے حاصل کی تھیں اور ہر ایک پہلو سے اچھائی کا معیار گرنے لگتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۷ء)

نتیجہ مقابلہ جوبلی علم انعامی سال ۹۱۔۹۰ء

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مقابلہ جوبلی علم انعامی ۹۱۔۱۹۹۰ء مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں درج ذیل دس مجالس نے امتیاز حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد اوّل اور جوبلی علم انعامی کی مستحق قرار پائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ گلشن پارک ضلع لاہور دوم اور سند خوشنودی کی مستحق قرار پائی۔

۳۔ مجلس خدام الاحمدیہ وحدت کالونی ضلع لاہور سوم اور سند خوشنودی کی مستحق قرار پائی۔

۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد کراچی چہارم

۵۔ مجلس خدام الاحمدیہ سلطانپورہ لاہور پنجم

۶۔ مجلس خدام الاحمدیہ سٹیل ٹاؤن کراچی ششم

۷۔ مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کینٹ کراچی ہفتم

۸۔ مجلس خدام الاحمدیہ خانیوال شہر ہشتم

۹۔ مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ نہم

۱۰۔ مجلس خدام الاحمدیہ اسلام آباد ضلع لاہور دہم

نتیجہ مقابلہ بین الاضلاع مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان (۹۱۔۹۰ء)

سال ۹۱۔۹۰ء کارکردگی کے لحاظ سے مقابلہ بین الاضلاع میں حسب ذیل تفصیل سے اضلاع نے امتیاز حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزازان سب اضلاع کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

۱۔ اوّل — ضلع لاہور

۲۔ دوم — ضلع کراچی

۳۔ سوم — ضلع جھنگ

۴۔ چہارم — ضلع ملتان

۵۔ پنجم — ضلع خانیوال

۶۔ ششم — ضلع میرپور آزاد کشمیر

۷۔ ہفتم — ضلع جہلم

۸۔ ہشتم — ضلع چکوال

۹۔ نہم — ضلع مظفر گڑھ

۱۰۔ دہم — ضلع سکھر جیکب آباد

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

ماہ نومبر 1992ء کا خالد (سالنامہ) اپنے قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی معرفت اپنے قائد صاحب ضلع سے حاصل کر کے ممنون فرمائیں۔ (مینجر)

فہرست عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

۱۹۹۲-۹۳ء

۱۔ نائب صدر	مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب
۲۔ معتمد	مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد
۳۔ مہتمم خدمت خلق	مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف
۴۔ مہتمم تعلیم	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر
۵۔ مہتمم تربیت	مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب
۶۔ مہتمم مال	مکرم مرزا غلام قادر صاحب
۷۔ مہتمم عمومی	مکرم ڈاکٹر عبد الخالق صاحب خالد
۸۔ مہتمم صحت جسمانی	مکرم محمد طارق اسلام صاحب
۹۔ مہتمم وقار عمل	مکرم مسعود سلیمان صاحب
۱۰۔ مہتمم صنعت و تجارت	مکرم سید محمود احمد صاحب
۱۱۔ مہتمم تحریک جدید	مکرم ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب
۱۲۔ مہتمم اطفال	مکرم ظفر اللہ خان صاحب طاہر
۱۳۔ مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم عبد السمیع خان صاحب
۱۴۔ مہتمم تجنید	مکرم لئیق احمد صاحب عابد
۱۵۔ مہتمم اشاعت	مکرم مرزا عبد الصمد احمد صاحب
۱۶۔ مہتمم مقامی	مکرم عطاء الرحمان صاحب محمود
۱۷۔ محاسب	مکرم خالد محمود الحسن صاحب بھٹی
۱۸۔ مہتمم امورِ طلباء	مکرم سید قاسم احمد صاحب

Monthly **Khalid** Rabwah

Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAAZ

REGD. NO. L. 5830 DECEMBER 92